ماہنامہ
الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا دینی، علمی ترجمان
اشرفیہ
مبارکپور
فقیہ اعظم ہند نمبر
ایڈیٹر
مبارک حسین مصباحی
JUL 2000
Rs. 8/-

۷۸۶/۹۲

یادگارِ حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

کا

دینی علمی اور روحانی اخلاقی ترجمان

زیر سرپرستی عزیز ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

ماہنامہ

فقیہ اعظم ہند نمبر

اشرفیہ

مبارکپور

مدیر مسئول
مبارک حسین مصباحی

معاون مدیر
محمد محبوب عزیزی مصباحی

جلد نمبر ۲۴

جولائی سنہ ۲۰۰۰ء
ربیع الاوّل - ربیع الثانی

شمارہ نمبر ۷

قیمت عام شمارہ ———— ۸ روپے
سالانہ ———— ۸۰ روپے
سالانہ بیرونی ممالک سے ———— ۳۰۰ روپے

فون نمبر دفتر ماہنامہ اشرفیہ ۵۰۱۴۹ • الجامعۃ الاشرفیہ ۵۰۰۹۲ • دفتر اشرفیہ ممبئی ۳۷۲۶۱۲۲ • کوڈ نمبر ۰۵۴۶۲ • فیکس نمبر ۵۰۰۹۲

رابطہ کا پتہ: دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ - یوپی - پن نمبر ۲۷۶۴۰۴

محمد ادریس مصباحی نے نشاط آفسیٹ پریس ٹانڈہ امبیڈکر نگر سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ سے شائع کیا

کاتب تنویر احمد ٹانڈوی

اشکہائے قلم

منقبت

در شان حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ

مفتی اعظم فقیہ دین و ملت چل دیئے
چھوڑ کے تنہا ہمیں وہ سوئے جنت چل دیئے

نوحہ گر ہیں عندلیبانِ چمن سب اس لئے
دے کے وہ اہلِ چمن کو داغ فرقت چل دیئے

تھے وقارِ بوحنیفہ مظہر شافعی بھی وہ
کر کے خدمت دین کی وہ شان قدرت چل دیئے

پاسِ ناموس رسالت ہو گیا تھا مشغلہ
زندگی بھر کرتے کرتے ان کی مدحت چل دیئے

بالیقیں سرکار کا دیدار بھی ہوگا انھیں
لے کے عشق مصطفےٰ جو زیر تربت چل دیئے

کانپتے تھے اہل باطل نام سے ان کے فقط
آہ وہ مرد مجاہد دیں کی عظمت چل دیئے

دبدبہ علمی تھا قائم جن کا اہلِ علم پر
آہ وہ مرد قلندر رذی وجاہت چل دیئے

پُر فتن ماحول میں بھی دشمنانِ دین کو
ہر طرح اپنی دکھا کر وہ شجاعت چل دیئے

یہ محب الحق وحید الحق حمید الحق ظہیر
ہیں ولی اُن کے جنھیں کر کے ہدایت چل دیئے

اے خدائے پاک دینا صبر اُن احباب کو
دے کے دنیا سے جنھیں وہ داغ فرقت چل دیئے

تھی نماز فجر آخر چودہ سو اکیس کی
پنجشنبہ چھ صفر کو پڑھ کے حضرت چل دیئے

ہو گیا سونا جہان اہلسنت اے خلیق
جب سے پھیلی ہے خبر کہ روح ملت چل دیئے

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا خلیق احمد صاحب اعظمی

علم وحکمت، تدبر وفقاہت، رضا وبرکات اور تحریک اشرفیہ کا ایک پرشکوہ اور روشن مینار زمیں بوس ہوگیا

اہلسنّت وجماعت کی تابندہ تاریخ کا ایک دور ختم ہوگیا

بساط بزم الٹ کر کہاں گیا ساقی　⁂　فضا خاموش، سبو چپ، اداس پیمانے

ہم ہچکیوں کے ساز پر اپنی داستانِ غم بار بار زمانے کو سنا چکے مگر نہ دل کا بوجھ ہلکا ہوا اور نہ آنسوؤں کا سیلاب تھما، جس آقائے نعمت کو ہم عہد شعور سے دامت برکاتہم العالیہ لکھتے آئے ہیں آج اچانک انھیں علیہ الرحمہ والرضوان لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے ـــــ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہے ـ دل بیٹھا جا رہا ہے ـ مگر اس قضا وقدر کے فیصلے سے انکار کب تک؟ ـــــ اس آسمان علم وفضل کو تو ہم نے اپنے ہاتھوں سے زیر زمیں دفن کیا ہے ـ اب اس آنکھوں دیکھی حقیقت کی دہلیز پر دلِ ناشکیب بھی پیکر تسلیم بن کر سر خمیدہ ہے اور قلب حزیں کی گھٹی گھٹی آہوں سے یہ صدائے غم صاف سنائی دے رہی ہے کہ جس عہد ساز عبقری شخصیت کے عہد میں ہمارا کاروان حیات بلندیوں کی جانب بڑھ رہا تھا وہ قیادت وسرپرستی کا گھنیرا سایہ ہمارے سروں سے اٹھالیا گیا۔ ہم ملت کے ہزاروں مسائل لے کر نامساعد حالات کی چلچلاتی دھوپ میں کھڑے ہوئے ہیں اور دور دور تک کوئی ملت کا مخلص غمگسار، تحریک اشرفیہ کا بلند قامت ترجمان اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا عبقری پاسبان نظر نہیں آتا ـ اب یقین ہوا کہ ہم سچ مچ یتیم ہوگئے ـــــ ہم ہی کیا پوری جماعت اہلسنت یتیم ہوگئی ـ سنیت کی بہاروں پر خزائیں چھاگئیں اور گلستان حافظِ ملت نے مشکباری کھودی. جہاں سنیت میں نفس نفس مرثیہ خواں ہے اور چمنِ اشرفیہ کا ذرہ ذرہ ماتم کناں ہے ـ

یہ کون اٹھ گیا ہے کہ دوشیزۂ بہار　⁂　فرطِ الم میں پھینک کے زیور اداس ہے

آہ! اب ہماری سرپرستی کون کرے گا ـ؟ ـــــ آہ! اب مشکلات میں دادرسی کون کرے گا ـ؟ ـــــ آہ! اب ہماری غلطیوں پر تنبیہ کون کرے گا ـ؟ آہ! اب ناموس رسالت کی پاسبانی کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا دنداں شکن جواب کون دے گا ـ؟ آہ! اب بدمذہبوں کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب عرب وعجم سے آنے والے فقہی سوالات کے تسلی بخش جوابات کون دے گا ـــــ؟ آہ! اب ملت کی شیرازہ بندی کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب نوک قلم سے صالح انقلاب برپا کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب خانقاہ برکاتیہ کے آداب کون بتائے گا؟ آہ! اب مسلک اعلیٰ حضرت کی بے باک ترجمانی کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب تحریک اشرفیہ کی تعمیر وترقی کے لئے کاروان اشرفیہ کی رہنمائی کون کرے گا ـــــ؟ آہ! اب مجلس شرعی کی مخلصانہ سرپرستی کون کرے گا ـــــ؟

تو تھا میر کارواں ہر اک مسافر کے لئے　⁂　اب کہاں جائے گا سارا کارواں تیرے بغیر

اے میرے آقائے نعمت! تمہاری جدائی کا پہاڑ سے بڑا غم لے کر ہم کس کی دہلیز پر جائیں ـــــ تمہاری طرح آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں ـــــ تمہاری طرح تسلی کے میٹھے بول بولنے والا کوئی نہیں ـــــ اے میرے آقائے نعمت! ۱۰ مئی کی شب میں دس بجے آپ نے لکھنے کو کچھ کام دیا تھا اور صبح کو بلایا تھا میں تو آیا تھا سب تھے مگر اپنی مسند صدارت پر آپ نہیں تھے، ہم سے ایسی کون سی خطا ہوئی کہ آپ چھوڑ کر چلے گئے، کیا آپ اب دارالافتاء میں کبھی نہیں آئیں گے، کیا اب آپ کے دروازے پر عصری نشست کی انجمن کبھی نہیں سجے گی، کیا اب اساتذہ کو میدان عمل میں اتارنے کے لئے رجزیہ جملے کبھی نہیں بولو گے ـ اے میرے آقا! ذرا دیکھئے تو سہی یہ حضور حسنین میاں مارہروی تشریف لائے ہیں ان کو دیکھ کر تو آپ خوشی سے اچھل پڑتے تھے یہ آپ کے روبرو

بیٹھے ہیں اور آپ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، بہر خدا اٹھئے تو سہی یہ آپ کی محبتوں کے مرکز حضور امین ملت بھی آپ کے ایسا تو زندگی میں کبھی دیکھا نہیں گیا کہ وہ آئے ہوں اور آپ اٹھے نہ ہوں ــــ آپ تو کہتے تھے کہ عزیز ملت کی دل شکنی دیکھی نہیں جاتی یہ دیکھئے حضرت سید امین ملت سے مل کر کتنے بلک بلک رو رہے ہیں ــــ آپ خفا ہوتے تھے تو مولانا عبد الحق منا لیتے تھے کیا اب ان کی بات بھی نہیں مانیں گے ــــ حضور یہ آپ کے بابو ڈاکٹر محب الحق آئے ہیں بڑی دیر سے سرہانے کھڑے رو رہے ہیں ان کی بھی کچھ سن لیجئے ــــ یہ آپ کے دوسرے بابو حافظ حمید الحق افریقہ سے تڑپتے ہوئے آئے ہیں ان سے تو دو بول بول دیجئے کچھ تسلی ہو جائے گی ــــ آہ! کوئی جواب نہیں محب محبوب کے جلووں میں گم ہے۔ دیوانہ جنت عدن کی بہاروں میں کھویا ہے ــــ

نکل گئے ہیں خرد کی حدوں سے دیوانے ؛ اب اہل ہوش سے کہہ دو نہ آئیں سمجھانے

احباب کا مسلسل تقاضہ ہے اپنے آقائے نعمت پر تم بھی کچھ لکھو، دل کہتا ہے مبارک ماتم کر لینے دو لکھنے کو زمانہ پڑا ہے ــــ ہمت جٹا کر کبھی لکھنے بیٹھتا ہوں تو تراشہائے غم سے دامن قرطاس تر ہو جاتا ہے اور سیاہی علامت غم بن کر پھیلنے لگتی ہے ــــ ہر بار لکھنے کے لیے مواد تلاش کیا جاتا ہے اس بار نوک قلم پر مواد کا ہجوم ہے انتخاب مشکل ہے ان کی پر نور شخصیت کے دل و دماغ میں اتنے چراغ روشن ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں ــــ حضرت فقیہ اعظم ہند فکر و بصیرت اور عزیمت و استقامت کے ایک فلک پیما پہاڑ تھے ان کے روبرو بڑے بڑے قد آور بونے نظر آتے تھے، ان کے وجود مسعود میں جان پرسوز تھی، ان کے پہلو میں ایک حساس دھڑکتا ہوا دل تھا، ان کی آنکھوں میں مدنی نور بصیرت تھا، ان کے سینے میں سوز دروں صوفیانہ تھا، ان کے سر میں دماغ فقیہانہ تھا، ان کے ہاتھوں میں قلم محققانہ تھا ــــ جو صرف عالم ہو خشک مزاج ہوتا ہے مگر وہ بڑے رقیق القلب تھے جو محض صوفی ہو گوشہ گیر ہوتا ہے مگر وہ مرد میدان تھے جو فقط قلم کار ہو لفظوں کے پیچ و خم میں الجھا رہتا ہے مگر وہ بحر معارف کے غواص تھے ــــ وہ عظیم محقق اور فقیہ اعظم ہند تھے مگر ان کی دلآویز مجلسی گفتگو ان پر ناز کرتی تھی، وہ میدان قلم کے تاجدار تھے مگر خطابت ان پر فخر کرتی تھی؛ وہ اکابر اہلسنت کے میر مجلس تھے مگر اصاغر نوازی ان پر رشک کرتی تھی ــــ کیا یہ اشعار ان کی آفاقی اور پرکشش شخصیت کی تصویر کشی کر سکیں گے ــــ

بے تکلف، بے ریا، بے نفس بے خود، بے غرض ؛ مہربانے، دلنوازے، دوستدارے ایں چنیں

چشم من بسیار گردید است و کم کم دیدہ است ؛ ایں قدر عالی وقارے، خاکسارے ایں چنیں

در ہمہ عالم نہ بینی جز بہ خاصان خدا ؛ با چنیں طبع بلند، انکسارے ایں چنیں

حضرت فقیہ اعظم ہند بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں اسلامی دنیا کے آفاق پر فضل و کمال کے مہر منیر بن کر چمکتے رہے، ان کی حکمت و دانائی کی دودھیا چاندنی جہان سنیت کو جگمگاتی رہی ان کے قلمی اور فقہی فیضان سے عالم اسلام کے کروروں افراد روحانی تسکین اور دینی و علمی زندگی حاصل کرتے رہے ــــ وہ دین کے غداروں کے لیے برق تپاں اور غلامان مصطفیٰ کے لئے پیار و محبت کے موجزن سمندر تھے ــــ ان کی یہ ادائے دلنواز بارگاہ الٰہی میں بھی مقبول ہوئی اسی لیے دنیا بھر کے کروروں مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت کے چراغ جل رہے ہیں ــــ ان کی وسیع ظرفی، بلند اخلاق، سیر چشمی فطری فیاضی اور شخصیتی دل آویزی حضور حافظ ملت اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی تھی بقول علامہ شرف قادری لاہوری "یوں معلوم ہوتا ہے کہ دور ماضی کے بزرگوں کے قافلے کی ایک شخصیت ہمارے دور میں ظہور پذیر ہو گئی تھی"۔

ہماری شعوری زندگی نے حافظ ملت کا عہد نہیں پایا ہمارے لئے تو وہی حافظ ملت تھے، ہم نے بلند کردار و اخلاق کے جو حیرت انگیز واقعات حضور حافظ ملت کے حوالے سے سنے اور پڑھے تھے ان کی سچی تصویریں فقیہ اعظم ہند کے آئینہ حیات میں بچشم سر دیکھیں ــــ ان سے جو ایک بار مل لیتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور جو قریب ہو جاتا وہ ان کا ہی ہو کر رہ جاتا دور ہونے کا تصور ہی اس کے دماغ سے نکل جاتا ــــ

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر ؛ خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

اس برگزیدہ صفت شخصیت کے فکر وعمل کی جولانگاہ جامعہ اشرفیہ کا دار الافتار تھا اور وہی ان کا دار التصنیف بھی، گوشہ خمولی میں مطالعہ کتب اور قلمی کاشت ان کا خاص مشغلہ تھا مگر ان کی حساس اور عقابی نگاہ جہان سنیت کے ہر گوشہ پر رہتی تھی، ملک کے کس خطے میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے، سیاسی طور پر کس رخ سے مسلمانوں کو پسپا اور بے اثر کیا جارہا ہے، کس سنی ادارے پر دشمنوں کی بری نظر ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کہاں سے یلغار اٹھ رہی ہے، عقائد اہلسنت کو کہاں چیلنج کیا جارہا ہے ۔ انھیں نہ اخبار پڑھنے کا وقت تھا اور نہ ریڈیو سننے کی فرصت، خدا جانے یہ تمام احوال و وقائع انھیں کون بتاجاتا تھا ہم تو انھیں بے چین دیکھ کر دور ہی سے سمجھ لیتے تھے کہ آج اسلام وسنیت کے خلاف کوئی دردناک خبر ان تک ضرور پہنچی ہے معمولی معمولی سی باتوں پر مضطرب ہوجاتے، ہم کہتے حضور فلاں ضلع کا حادثہ ہے آپ کیوں پریشان ہیں فرماتے "کیا جب بد عقیدگی کا طوفان تمہارے گھروں تک پہنچ جائے گا جب تم بیدار ہوگے ہماری اسی بے حسی نے تو آج ہمیں اس خطرناک منزل پر لا کھڑا کیا ہے" اور وہ صرف زبان ہی کے غازی نہیں تھے　میدان عمل کے بھی مجاہد تھے ۔ اگر تحریر کی ضرورت ہوتی تو قرطاس وقلم لے کر بیٹھ جاتے چند ایام میں ایسی مدلل اور دنداں شکن تحریر منصہ شہود پر آتی کہ ایوان باطل میں موت کا سا سناٹا طاری ہوجاتا ہم نے ایسے بھی مواقع دیکھے کہ بعد عشار بیٹھے اور فجر تک پوری کتاب لکھ کر کاتب کے حوالے کردی ۔ تقریر یہ ضرورت ہوتی تو کرکری خطابت پر اپنے موضوع کے حوالے سے علوم ومعارف کے دریا بہاتے ہوئے نظر آتے، مناظرہ کی ضرورت ہوتی تو باطل شکن مناظر کی حیثیت سے مسلک اعلیٰ حضرت کی فتحیابی کا پرچم لہراتے ہوئے نظر آتے، پیچیدہ مسائل سامنے آتے تو مسند افتار پر فقیہ اعظم نظر آتے، مفاہیم حدیث کا چہرہ مسخ کیا جاتا تو وہ شارح بخاری کی حیثیت سے تشریحات احادیث کا ایمان افروز جلوہ دکھاتے ہوئے نظر آتے ۔

"بے قرار زندگی اور پرسکون موت" کا جملہ برسوں پہلے کہیں سنا تھا لیکن حضرت فقیہ اعظم کی زندگی اور موت دیکھ کر اس کا سچا مصداق بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ان کی بے قرار زندگی اپنے مزار کی شمع سے کچھ اس طرح گویا نظر آتی ہے ۔

اے شمع تجھ پہ یہ رات بھاری ہے جس طرح ٭ ہم نے تمام عمر گزاری ہے اس طرح

فقیہ اعظم ہند کی ولادت ۱۱ر شعبان ۱۳۳۹ھ / ۲۰ر اپریل ۱۹۲۱ء میں بمقام گھوسی ضلع مئو ہوئی ۔ ۱۱ر شوال ۱۳۵۲ھ / ۱۶ر جنوری ۱۹۳۵ء میں دار العلوم اشرفیہ میں داخلہ لیا ایک برس کے لیے بریلی شریف تشریف لے گئے ۱۴ر شعبان ۱۳۶۲ھ / ۱۶ر اگست ۱۹۴۳ء میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی ۔

فراغت کے بعد ملک کی مختلف درسگاہوں میں مدرس، صدر مدرس، شیخ الحدیث کی حیثیت سے گرانقدر خدمات انجام دیں، ۲۰ر شوال ۱۳۷۸ھ / ۲۹ر اپریل ۱۹۵۹ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور پھر زندگی کی آخری سانس تک یہ عمل جاری رہا ۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ / ۱۳ر دسمبر ۱۹۷۶ء میں صدر شعبہ افتار کی حیثیت سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لائے، آپ کے فتاویٰ کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ بتائی جاتی ہے عہد اشرفیہ ہی میں آپ نے ۹ ضخیم جلدوں میں نزہۃ القاری شرح بخاری کی تکمیل فرمائی حضرت صدر الشریعہ، حضرت مفتی اعظم ہند اور احسن العلمار علیہم الرحمہ سے آپ کو خلافتیں اور تمام سلاسل کی اجازتیں حاصل تھیں ملک اور بیرون ملک میں آپ کے مریدین وخلفار کی فہرست بھی خاصی طویل ہے ۔ آپ نے پہلا حج ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ / ستمبر ۱۹۸۵ء میں اور دوسرا حج ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ / اپریل ۱۹۹۸ء میں کیا، دوبار عمرے کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی، آپ نے دعوت وتبلیغ اور اہم کانفرنسوں میں شرکت کے لیے کولمبو (لنکا) ساؤتھ افریقہ اور پاکستان وغیرہ کے متعدد بار سفر کیے ۔ آپ کو ملک وبیرون ملک سے اہم دینی اور علمی کارناموں کے حوالے سے مختلف اعزازات اور ایوارڈ ملے چند کے نام اس طرح ہیں ۱۸ر ربیع الاول ۱۴۱۷ھ / ۴ر اگست ۱۹۹۶ء میں کراچی سے "شیخ عبد الواحد بلگرامی ایوارڈ"، ۱۰ر شوال ۱۴۱۷ھ / ۱۹ر فروری ۱۹۹۷ء میں بمبئی سے "امام احمد رضا ایوارڈ"، ۹ر شعبان ۱۴۲۰ھ

۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء میں برکاتی فاؤنڈیشن کراچی کی جانب سے بدست حضرت امین ملت "شاہ برکت اللہ گولڈ میڈل"، ۲۱ شوال ۱۴۲۰ھ/۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء میں رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام "جشن تکمیل شرح بخاری" منایا گیا جس سے آپ کو چاندی میں تولہ گیا اور آپ کی شخصیت و فکر اور آفاقی کارناموں کے حوالے سے گیارہ سو صفحات پر مشتمل "معارف شارح بخاری" کی رسم رونمائی ہوئی آپ کے عہد اشرفیہ میں بہت سے اداروں نے لمبی لمبی تنخواہوں کا لالچ دے کر بلانا چاہا مگر اس مرد حق آگاہ نے ہر بار زر درکف اپنے مخلص خریداروں کو یہ کہہ کر بابوس کر دیا "اب میں نے اپنے آپ کو تحریک حافظ ملت کے لیے وقف کر دیا ہے اب اشرفیہ سے ہی میرا جنازہ اٹھے گا" اور زمانے نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس عارف باللہ فقیہ نے جو فرمایا تھا سچ کرکے دکھادیا۔ ۱۰ مئی ۲۰۰۰ء کو دن میں گیارہ بج کر ۵۵ منٹ پر ہزاروں دیوانوں کے کاندھوں پر ان کا جنازہ اٹھا۔

ع عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اٹھا

حافظ ملت کی ظاہری زندگی نے بھی اسی وقت جہان اشرفیہ کو الوداع کہا تھا مگر رات میں ــــ شاید اس لیے کہ حافظ ملت عابد شب زندہ دار زیادہ تھے اور فقیہ اعظم میں مجاہد روز روشن کا وصف نمایاں تھا حافظ ملت کو اپنے ہی چمن میں محو خواب ہونا تھا اور فقیہ اعظم کو اپنے وطن گھوسی میں سپرد خاک ہونا تھا۔

جب مادر علمی کے صحن چمن سے اس کے قابل فخر فرزند کا جنازہ اٹھا تو جامعہ کے وسیع گراؤنڈ میں ایک حشر برپا تھا، در و دیوار آہ و فغاں کر رہے تھے، گلستان اشرفیہ کی ہر کلی چاک گریباں تھی، گلوں پر پژمردگی چھا گئی تھی، فضاؤں میں ہوائیں سانس روک کر ٹھہر گئی تھیں، فلک بوس عمارتیں جھک جھک کے الوداعی سلامی دے رہی تھیں، عزیز ملت اور اراکین اشرفیہ کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، اساتذۂ اشرفیہ کا تڑپ تڑپ کر رونا دیکھا نہیں جا رہا تھا، طلبہ دہاڑیں مار مار کر رو رہے تھے قریب ساٹھ ہزار اہل محبت کا امنڈتا ہوا سیلاب غموں کے ناپید اکنار سمندر میں گم تھا جب جنازہ چند قدم آگے بڑھا تو طلبہ جوش جنوں میں راستہ روک کر کھڑے ہو گئے ان کی یہ جنونی کیفیت چیخ چیخ کر اعلان کر رہی تھی ہمارے سرپرست و محسن کا جنازہ ملت کے کاندھوں پر نہیں ہمارے سینوں پر گزر کر جائے گا...... اور پھر ملت نے حافظ ملت کے سپوت کو اپنی محبتوں کے پھولوں سے سجا کر حسرت و غم کے ماحول میں برستی آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا اور درجنوں گاڑیاں رخصت کرنے کے لیے گھوسی تک گئیں ــــ دوسرے دن بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی گئی حضور حسنین میاں برکاتی نے نماز جنازہ پڑھائی اور ستر ہزار سے زیادہ فرزندان اسلام نے بصد حسرت و غم برکاتی مسجد کے پہلو میں سپرد خاک کیا ــــ حضرت امین ملت اور عزیز ملت اور دیگر اکابر اہلسنت نے تعزیتی کلمات ادا فرمائے اور غم و اندوہ کے دردناک ماحول میں دعائے مغفرت ہوئی ــــ

زندہ باد اے کاروان سنیت کے پاسباں ؛ زندہ باد اے علم دین مصطفیٰ کے نکتہ داں

اس حادثۂ جانکاہ کی غم انگیز خبر بجلی کی طرح عالم اسلام میں پھیل گئی محسوس دنیا کا وہ کون سا ملک ہے جہاں مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار ہوں اور فقیہ اعظم ہند کی روح کو ایصال ثواب نہ کیا گیا ہو اور ان کی مجاہدانہ عزیمتوں، علمی عظمتوں اور فقہی بصیرتوں کو سلام نہ کیا گیا ہو، حجاز مقدس، دبئی، بحرین، لبنان، قاہرہ، عراق، پاکستان، آسٹریلیا، امریکہ، یورپ، برطانیہ، ہالینڈ، انگلینڈ، کولمبو، ساؤتھ افریقہ، ماریشش، ہرارے وغیرہ درجنوں ممالک سے فون فیکس اور ڈاک کے ذریعہ علماء و مشائخ کے تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی اور ملک اور بیرون ملک کے درجنوں اخبارات و جرائد نے تعزیتی رپورٹیں اور درد انگیز تاثرات شائع کیے، ملک کے گوشے گوشے سے مدارس اہلسنت اور اساطین امت کے تعزیتی پیغامات مسلسل موصول ہو رہے ہیں ــــ یکم جون ۲۰۰۰ء کو "آواز ملک وارانسی" نے "شارح بخاری نمبر" شائع کیا ہے ۱۸ جون ۲۰۰۰ء کو راشٹریہ سہارا لکھنؤ "فقیہ اعظم ہند نمبر" شائع کر رہا ہے، "کنز الایمان دہلی" ضخیم نمبر نکال رہا ہے اور

باقی ص ۴ پر

از فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

فتاوائے اشرفیہ

بابری مسجد جو جائز زمین میں تیار کی گئی تھی جہاں پنج وقتہ نمازیں ہو رہی تھیں اسے زبردستی نزاعی بنایا گیا۔ اور پھر اسے شہید کر کے بت خانہ میں تبدیل کر دیا گیا اس حوالے شرعی نقطۂ نظر سے درج ذیل سوالات کے جوابات مع ادلہ مطلوب ہیں۔

۱۔ اسے شہید کرنے والے ظالم قرار پائیں گے یا نہیں؟

الجواب

۱۔ بابری مسجد شہید کرنے والے ظالم، جفا کار، ستم شعار، اور حقیقت میں ڈاکو ہیں اور ایسے ظالم ہیں کہ ان سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون جنھوں نے اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے لوگوں کو روکا اور اسے ویران کرنے کی کوشش کی۔" ہم نے بابری مسجد شہید کر کے بت خانہ بنانے والوں کو ڈاکو کہا اس لئے کہ ڈاکو عرفاً قانوناً شرعاً وہ شخص ہے جو طاقت کے بل پر دوسرے کی چیز ہتھیالے۔ اور بابری مسجد شہید کرنے والوں نے یہی کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اس کی خاموش تائید کرنے والوں کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب

۲ بابری مسجد کی شہادت اور اس کی بت خانہ سازی کرنے والوں کی تائید کرنے والوں کا حکم وہی ہے جو اس کو شہید کرنے والے اور بت خانہ بنانے والے کا ہے ارشاد ہے انکم اذا مثلھم۔
خواہ وہ تائید خاموش کریں یا ڈنکے کی چوٹ پر لیکن یہ حکم تائید کرنے والوں کا ہے لیکن اگر کچھ لوگ ان مجبوریوں کی بنا پر جو اس راہ میں حائل ہیں مصلحتاً خاموش ہیں، یہ خاموش تائید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کی بازیابی مسلمانوں پر فرض ہے یا نہیں؟

الجواب

۳۔ بابری مسجد کی بازیابی مسلمانوں پر فرض عین ہے ہر مسلمان مرد عورت جوان بوڑھے بالغ بچے پر اس کی بازیابی کی جدوجہد فرض ہے وسعت ہوتے ہوئے جو اس میں کمی کرے گا وہ گنہ گار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ عدلیہ کی ٹال مٹول کی پالیسی کو دیکھتے ہوئے کہاں تک اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

الجواب

۴۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس ظالم حکومت کے اس محکمے کو جو مقدمات کے فیصلے کے لئے قائم ہے عدلیہ کہنا حرام ہے۔ جس کچہری میں یہ مقدمہ ہے ان کی روش کچھ بھی ہو اس سے گھبرا کر اس مقدمے کی پیروی نہ کرنا حقیقت میں بابری مسجد ہندوؤں کو سپرد کر دینا ہے اس لیے ان کچہری کے ججوں کی روش کچھ بھی ہو مسلمانوں پر لازم ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ اس مقدمہ کی پیروی کریں اس میں کوتاہی نہ کریں پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس پر اعتماد نہ کریں تو کیا کریں حکومت اور ہندو، بابری مسجد کے سلسلے میں مسلمانوں کے احتجاج کو برداشت نہیں کر پاتے اور اسے ہندو مسلم فساد کی شکل دیدیتے ہیں اور پھر مسلمانوں کو انتہائی بہیمانہ طریقہ سے قتل کرتے ہیں لوٹتے ہیں وغیرہ وغیرہ، پھر خود مسلمانوں میں غیرت ملی نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہمارے مسلمانوں کے لیڈر اپنی ذاتی منفعت کے لئے

ہر وہ کام کرتے ہیں جنھیں سن کر شرم آتی ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ کیا تدبیر کی جائے کہ بابری مسجد واپس ہو مگر کوئی تدبیر ابھی تک سمجھ میں نہیں آتی ہر فرض کی ادائیگی کے لیے قوت اور وسعت شرط ہے ہندوستان کے مسلمانوں میں دونوں باتیں مفقود، مولیٰ عزوجل غیب سے کوئی صورت پیدا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اس کی بازیابی کی خاطر جنھوں نے قربانی دی ہیں یا دیں گے وہ شہادت کا مرتبہ پائیں گے یا نہیں؟

الجواب

۵۔ بابری مسجد کی بازیابی کے لیے جو مسلمان مارے گئے یا مارے جائیں گے بلاشبہ وہ شہید ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ بحالت موجودہ اس کی بازیابی کے لیے کون سے اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟

الجواب

میں لکھ چکا کہ میں نے بہت غور کیا مگر فی الحال بابری مسجد کی بازیابی کے لیے کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی اور جو تدبیر سمجھ میں آتی ہے وہ فی الحال ناممکن ہے مثلاً سارے کلمہ گو پہلے وارننگ دیں کہ ہمیں بابری مسجد واپس کی جائے ورنہ ہم الیکشن بائیکاٹ کریں گے، ہندوستان کی کسی بھی پارٹی کو ووٹ نہیں دیں گے اور اس پر مضبوطی سے جم جائیں ایک دو الیکشن میں ایسا ہی کریں تو مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے ظالم غاصب حکمرانوں کو کچھ ہوش آئے اگرچہ اس میں بھی خطرات ہیں لیکن خطرات کی پرواہ کر کے کچھ نہیں کریں گے تو پھر مسلمانوں کو اسی طریقہ سے ڈھکیلا جائے گا یا کم از کم مسلمان اتنا کریں کہ متحدہ طور پر اپنا ووٹ کسی ایک پارٹی کو دیں جن سے یہ معاہدہ ہو جائے کہ بابری مسجد کی بازیابی کے لیے مسلمان جو مناسب اور ضروری اقدامات کریں اس میں وہ پارٹی مسلمانوں کا ساتھ دے۔ فرض کیجیے کسی ایک الیکشن میں مسلمانوں نے کسی ایک پارٹی کو ووٹ دیا اور اس نے غداری کی تو دوسرے الیکشن میں دوسری پارٹی کو منتخب کریں گھبرائیں نہیں اخباری بیانات اور احتجاجی جلسوں اور مراسلات اور درخواستوں سے بابری مسجد نہیں مل سکتی اس کے لیے سر پہ کفن باندھ کر نکلنا ہوگا۔ افسوس یہی ہے کہ اب مسلمانوں میں اس کی جرأت نہ رہی مولیٰ عزوجل مسلمانوں میں جرأت ایمانی پیدا فرمائے غیرت و ہمت پیدا فرمائے (آمین)

۷۔ مصالحت کے نام پر اس سے دست بردار ہونا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

بابری مسجد کے سلسلے میں کسی صلح کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور نہ کسی صلح کی گنجائش ہے بابری مسجد تحت الثریٰ سے لے کر بیت المعمور تک مسجد ہے اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گی اس میں بت رکھ دیا گیا پوجا ہو رہی ہے مگر پھر بھی وہ مسجد ہی ہے جیسے بیت اللہ شریف میں صدیوں تک بت رکھے رہے مگر وہ بت خانہ نہیں ہوگیا، بتوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ بیت اللہ تھا' اسی طرح بابری مسجد میں بت رکھ دیا گیا پوجا وہاں ہو رہی ہے مگر اب بھی وہ مسجد ہے اور مسجد ہی رہے گی اس کے کسی جز کو مسجد سے خارج کرنا اور اس کے عوض نقد یا زمین قبول کرنا حرام و گناہ اور اپنے اوپر جہنم کی آگ کو مباح کرنا ہے پوری مسجد کے تبادلہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مسجد کا وہ حصہ جو نماز کے لیے خاص تھا اس کا تبادلہ تو بہت بڑی بات ہے مسجد میں نمازیوں کے لیے جو استنجا خانہ بنا ہوا تھا اس کا تبادلہ بھی کسی حال میں جائز نہیں فقہائے کرام نے نہایت واضح تصریح فرمائی ہے "فاذا تم ولزم فلا یملك ولا یملك" بابری مسجد تو بڑی چیز ہے اس سے متصل جو میدان تھا وہ حقیقت میں وقفی قبرستان ہے جس پر ظالموں نے قبضہ کر لیا ہے اس کا تبادلہ بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بقیہ صـ۶ کا)

سنی آواز ناگپور خصوصی شمارے کے لیے مضامین ترتیب دے رہا ہے۔ آزادی کے بعد جماعت اہلسنت کی یہ پہلی شخصیت ہے جس کی رحلت پر اتنے ہمہ گیر، منظم اور بھرپور انداز سے عالم اسلام نے خراج عقیدت پیش کیا ہو۔

بعد از وفات، تربت ما در زمیں مجو ⁂ در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست

تاثرات

امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی مارہروی
سجادہ نشین بڑی سرکار خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ ہمارے دور کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کی متعدد تصانیف ان کا علمی مرتبہ متعین کرتی ہیں بخاری شریف کی ضخیم شرح ان کی اہم ترین تصنیف ہے۔ فقہی بصیرت کے ساتھ ساتھ ان کی سیاسی اور سماجی سوجھ بوجھ کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ عرس اسلاد ممبئی میں ان کی علمی اور ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے چاندی سے تولا گیا اور شایان شان جشن منایا گیا مفتی صاحب "فقیہ اعظم" کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کے مدرس بھی تھے ان کے شاگردوں کی تیسری نسل کے کئی عالم شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

انھوں نے تقریباً پچاس ہزار سے زائد فتاویٰ لکھے۔ امید ہے کہ ان کے مخلصین اور شاگردان فتاویٰ کو مرتب کرکے کتابی شکل میں جلد از جلد منظر عام پر لائیں گے آج بھی اپنی یادوں کے ساتھ وہ ہمارے درمیان ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے نامکمل علمی کارناموں کو جلد از جلد مکمل کرکے شائع کیا جائے۔

سید محمد امین علی گڑھ

۲ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

مدنی تحفہ

امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط سگ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے سوگواران فقیہ العصر مفتی محمد شریف الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کے غم میں ڈوبا ہوا اسلام۔ آہ! سنیوں نے ایک عظیم پیشوا گنوادیا۔ حضرت فقیہ العصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں۔ اللہ عزوجل ان کی علمی اور ملی خدمات کو قبول فرمائے۔ اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل بخشے۔ دعوت اسلامی پر حضرت فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم تھا لہٰذا اسلامی بھائیوں نے حضرت کے تیجے کے لئے کافی نیک اعمال کئے تا دم تحریر پاکستان کی دعوت اسلامی کی طرف سے جو اطلاعات مجھے موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق ایصال ثواب کے لئے ذیل میں تحفہ حاضر کئے جا رہے ہیں ان کا تیجے کی مجلس میں ایصال ثواب کردینے کی مدنی التجا ہے۔ (یہ اعمال حسنہ بروز جمعہ ۸ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ کو کئے گئے)

مدینہ ختم قرآن پاک ۱۶۳۸ مدینہ درود پاک ۱،۸۹۱۶۷۷۶ مدینہ یٰسین شریف ۱۶۶ مدینہ سورۃ الملک ۱۰۰ مدینہ سورۃ الاخلاص ۵۰۰۰۰ مدینہ کلمہ طیبہ ۵،۵۰۰۰۰۔

محمد الیاس عطار قادری

۹ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

نزیل حیدرآباد (پاکستان)

از عزیز ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ صاحب *

فقیہ اعظم ہند حافظ ملت کے معتمد اور تحریک اشرفیہ کے درد مند سرپرست تھے

۱۳ مئی ۲۰۰۰ء کو انجمن غوثیہ پرانی بستی کے زیر اہتمام حضرت فقیہ اعظم ہند کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی اجلاس کا انعقاد ہوا جس میں علماء اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی علماء کرام کے بیانات ہوئے، درد و غم کے ماحول میں آخری خطاب عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ صاحب کا ہوا آپ کے غم انگیز خطاب سے سامعین پر رقت خیز کیفیت طاری ہوگئی، خطاب کا لب و لہجہ اتنا دردناک تھا کہ دوران خطاب ہر آنکھ پر نم تھی اور ہر دل ماتم کناں تھا اس اہم خطاب کا ایک حصہ نذر قارئین ہے ـــــــ

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان اللہ مع الصٰبرین۔ صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات!

آج کی یہ بزم حضرت فقیہ عصر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منعقد ہوئی ہے علیہ الرحمہ کہتے ہوئے عجیب سی کیفیت طاری ہو رہی ہے دل بے قابو ہوا جاتا ہے اس لیے کہ ان کی شفقت اور ان کا جو لگاؤ تھا اس کو نہ میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ اس کی تفصیل آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ بس اتنا آپ سمجھیں حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے بعد تسلی دینے والی یہی شخصیتیں تھیں آنسو پونچھنے والے یہی لوگ تھے لیکن آج ایک خلا محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی تسلی کا ہاتھ رکھنے والا بھی نظر نہیں آ رہا ہے ایسے حالات میں ایک انسان کی جو حالت ہوگی بس آج وہ میری حالت سمجھئے نہ ذہن کام کر رہا ہے اور نہ دل کام کر رہا ہے یہ تو ناظم اجلاس کا حکم ہوا میں حاضر ہوگیا ورنہ جس وقت سے مجھ کو ملی ہے کہ حضرت فقیہ عصر دنیا سے رخصت ہوگئے اسی وقت سے عجیب و غریب کیفیت محسوس کر رہا ہوں اس لیے کہ تعمیری امور میں تعلیمی معاملہ میں کسی بھی شعبہ میں کوئی ضرورت محسوس ہوئی تو معاونت و رہنمائی ضروری ہوتی تھی اور ہم ان کے تجربات کی روشنی میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔

آج ہم تنہائی کا احساس کر رہے ہیں کہ اب ہماری مجلس باوزن کیسے بنے گی اب ہمیں مشورہ دینے والا کون رہے گا، اب ہمارا ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا کون رہے گا، جب یہ حالت ہو تو بتاؤ ہمارا کیا عالم ہوگا، ہم اپنے احساسات کو بیان نہیں کر سکتے۔

جامعہ کے تعلق سے کوئی بھی مسئلہ در پیش ہوتا علمی مسئلہ ہو، تدریسی مسئلہ ہو، انتظامی مسئلہ ہو رقم کی فراہمی کا مسئلہ ہو اس بوڑھے مرد مجاہد نے ہر موڑ پر ہمیں حوصلہ دیا اور رہنمائی فرمائی اور ہم نے ان کے دیئے ہوئے حوصلوں سے اپنے اندر توانائی محسوس کی اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ ضرورت پڑی تو باہر نکلے چل نہیں سکتے تھے مگر چلے اور رقم جمع فرما کر جامعہ کو عطا فرمائی یہ وہی جذبہ تھا جو حافظ ملت نے انھیں عطا فرمایا تھا۔

جس وقت حضرت علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمہ کا وصال ہوا ہے تو حافظ ملت نے فرمایا تھا کہ میرا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا لیکن بعد میں جب مکان تشریف

* سرپرست مجلس شرعی و سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

لے گئے، میں علی گڑھ سے آیا تو فرمانے لگے کہ میری نگاہوں کے سامنے اندھیرا تھا لیکن اللہ نے انتظام کر دیا ان کی جگہ پر ہو گئی ہمیں ان کی جگہ پر کرنے والی شخصیت مل گئی وہ شخصیت کون تھی وہ شخصیت وہی تھی جسے ہم نے کل دفن کیا ہے۔

حافظ ملت مردم شناس تھے چہرہ دیکھ کر پہچان لیا کرتے تھے حافظ ملت ایسے ہی کسی شخص کی تعریف نہیں کرتے تھے جب اس کے اندر وہ جوہر ہوتا تھا تو اس کو نکال کر قوم کے سامنے رکھ دیا کرتے تھے غور کریں کہ انھوں نے فرمایا میرا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے اور وہ جس شخص کو اپنا داہنا ہاتھ بنا لیں اس شخصیت کو کون سمجھ سکتا ہے اسی کا اثر تھا کہ ہمارے ہر شعبے میں مفتی صاحب کی ضرورت محسوس ہوتی تھی دار الافتاء میں رہتے تھے لیکن ہم تعلیم میں بھی ان کی ضرورت محسوس کرتے تھے طلبہ کی تربیت میں بھی ان کی ضرورت محسوس کرتے تھے اس لیے کہ ان کی نگاہیں ہر وقت طلبہ کا پیچھا کرتی تھیں مدرسین کا پیچھا کرتی تھیں، کون کیا کر رہا ہے؟ تو جو ایسی ہمہ گیر شخصیت کا مالک ہو جب وہ ہمارے درمیان میں نہیں رہے گا ہم پر کیا گزرے گی اگر پہاڑ ٹوٹ جاتا اور ہم پر گر جاتا تو ہم برداشت کر سکتے تھے لیکن ہمارے اندر قوت نہیں ہے کہ ہم اس جدائی کو برداشت کر سکیں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہم پر فرمائے قوت و توانائی عطا فرما دے، صبر عطا فرما دے اس کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کیا جائے ہر شعبہ خالی ہے انتظام کا شعبہ　　بھی ہمیں خالی دکھائی دے رہا ہے دار الافتاء بھی خالی دکھائی دے رہا ہے، طلبہ کی تربیت　ان کی نگہداشت کا شعبہ　　بھی خالی دکھائی دے رہا ہے، ہر شعبہ میں خلا محسوس ہو رہا ہے ایسی ہمہ گیر شخصیت ہم سے جدا ہو گئی اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے کارنامے بہت ہیں مگر یہ کارنامہ کہ قوم کی حفاظت کے لیے حافظ ملت نے ایک مشن قائم کیا تھا اور اس میں روح پھونکنے کا کام کرنا یہ بہت بڑی بات ہے اس کو آگے لے چلنا یہ بہت بڑی بات ہے یہ کام فقیہ عصر ہمارے ساتھ رہ کر کرتے تھے۔

آپ ذرا سوچو! دولت کسے پسند نہیں ہے دولت کے لیے انسان ہندوستان میں بھی رہ رہا ہے اور ہندوستان سے باہر بھی رہ رہا ہے دولت کا ایک نشہ سوار نظر آ رہا ہے لیکن ان کا جو بے مثال جشن ہوا ہے اس بے مثال جشن میں پہلے پروگرام میں اپنے جذبات کا جو اظہار انھوں نے کیا وہ　حافظ ملت سے ان کا سچا لگاؤ تھا قلبی تعلق تھا انھوں نے اپنے جشن میں فرمایا تھا　رضا اکیڈمی نے غلطی کی ہے میرا جشن نہیں منانا چاہیئے تھا بلکہ جشن تو الجامعۃ الاشرفیہ کا منانا چاہیئے تھا۔" کون دنیا میں ایسا شخص ہے جو اپنا اعزاز نہ چاہتا ہو اپنی عزت نہ چاہتا ہو اپنے وقار کی بلندیاں دیکھنا نہ چاہتا ہو لیکن فقیہ عصر نے یہ کہہ کر ہم کو ذہن و فکر دیا ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ وہ ہے جس سے زندگی کی بہاریں ملا کرتی ہیں اس کا اعزاز ہو جانے گا تو وہی ہمارا بھی اعزاز ہے ہماری قوم کا بھی اعزاز ہے۔

اہل مبارک پور جتنا بھی ان کا احسان مانیں کم ہے، کم ہے کم ہے۔ اس کی بارگاہ میں جتنا خراج عقیدت پیش کریں کم ہی ہے۔ جس شخص کو اتنا لگاؤ الجامعۃ الاشرفیہ سے ہے جو اپنا اعزاز پسند نہیں کر رہا ہے بلکہ کہہ رہا ہے، میرا جشن نہیں الجامعۃ الاشرفیہ کا جشن منانا چاہیئے۔ میں اسی کی دین ہوں، جو کچھ مجھے ملا ہے الجامعۃ الاشرفیہ سے ملا ہے میں نے یہ کارنامہ بھی الجامعۃ الاشرفیہ میں کیا ہے کہیں اور نہیں کر سکتا تھا اس احسان کو یاد کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ اور اسی جشن میں اس کا ثبوت بھی انھوں نے دیا دولت کسے پسند نہیں چاندی سے انھیں تولا گیا دولت کسے نہیں چاہیئے آدمی دولت ہی کے لیے سو جتن کر رہا ہے کیا کیا کر رہا ہے دولت اکٹھا ہی کرنے کے لیے، اس مرد مجاہد کو تو چاندی سے تول دیا گیا لیکن وہ آخر میں کھڑا ہو کر کہتا ہے میں اس چاندی کا دو تہائی حصہ الجامعۃ الاشرفیہ کو وقف کرتا ہوں باقی رضا اکیڈمی کو، وہ چاندی اس نے نہ اپنے بچوں کے لیے　ورنہ اپنے لیے نہ اپنے خاندان کے لیے رکھی یہ قربانی کون دے سکتا ہے وہی دے سکتا ہے جو حافظ ملت کا صحیح جانشین ہو سکتا ہے، صدر الشریعہ کا صحیح جانشین ہو سکتا ہے جو امام اہلسنت کا صحیح جانشین ہو سکتا ہے وہی قربانی دے سکتا ہے ورنہ ہم نے بڑے بڑوں کو دیکھا ہے کوئی

ہوا نظر نہیں آتا۔ اس مندِ ذہن و فکر اور اخلاص وللٰہیت والی شخصیت جب ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی، اب بتاؤ ہمارا دماغ کیسے کام کر سکتا ہے، دل کیسے قرار پا سکتا ہے، ہم کو کیسے قرار آ سکتا ہے آنکھوں سے آنسو بہائیں تو آنسو پونچھنے والا ہمیں نظر نہیں آتا ہے کوئی تسلی دینے والا نہیں کہ کم سے کم دل کا بوجھ ہی ہلکا ہو جائے یہ ہیں حضرت مفتی محمد شریف الحق علیہ الرحمہ ان کے علمی کارنامے تو بہت ہیں آج اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہے کہ آج جماعت اہلسنت بحرانی کیفیت میں مبتلا ہو گئی ہے ایک وہ شخص تھا سارے مسائل کو حل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا تھا وہ علمی ہو چاہے جماعتی ہو چاہے کسی قسم کا مسئلہ ہو چاہے اسلام پر حملہ کرنے والے سامنے آئیں اس وقت بھی ہمیشہ وہ مجاہد غراتا ہی رہتا تھا شیروں کی طرح سے دہاڑتا ہی رہتا تھا

آپنے عرس کے ایام میں ان کی تقریریں سنی ہوں گی قلم سے پہلے اگر کھڑے ہو گئے ہیں کسی کو بخشتا نہیں ہے کسی کو چھوڑتا نہیں ہے جو سچائی ہے اس کو ظاہر کر کے رکھ دیا ہے اور یہ خیال بھی نہیں کیا ہے کہ ہمارے پیچھے سی آئی ڈی ہو یہ انٹلی جنس لگی ہو اور ہمیں ہتھکڑی لگا کر کے جیل میں ڈال دے یہ تو سنتِ آبائی ہو گی اگر جیل میں ڈالدیا جائے گا اس لیے ہم جتنی بھی نذرِ عقیدت پیش کریں کم ہے حق ادا ہو ہی نہیں سکتا آج اسی خلا کو پر کرنے کے لیے ہم آپ تمامی حضرات سے دعاؤں کے خواستگار ہیں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ارمانوں کے چمن کو شاد و آباد رکھے ہمارے درمیان جو کمی واقع ہو گئی ہے کسی طرح سے اسے پر فرمادے تاکہ یہ علم کا رواں آگے بڑھتا رہے بڑھے گا انشاء اللہ۔ ہم ظاہری اسباب کو دیکھ کر پریشان ہیں مگر ہم اس قوم کے افراد ہیں جو اپنے اسلاف پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ نہیں ہیں جو یہ کہہ دیں کہ صاحب وہ تو مر کر مٹی میں مل گئے وہ مدد نہیں پہنچا سکتے حضرت مفتی شریف الحق صاحب نے ہمیشہ اس بات کا ذہن و فکر دیا کہ اسلاف کی نگاہیں تم پر جمی ہوئیں ہیں انھیں کے کرم سے تمہارا قافلہ آگے بڑھتا رہے گا بڑھا ہے انشاء اللہ بڑھتا رہے گا یہ قافلہ کبھی رک نہیں سکتا ہے کیونکہ اسلاف کا خون اس میں ہے ان کے ارمانوں کی قربانیاں اس میں ہیں ان کے احساسات کی قربانیاں اس میں شامل ہیں۔

ہمیں پروردگار سے یہ امید کہ پروردگار ہمارے اس قافلے کو آگے بڑھاتا رہے گا اسلاف کے ارمانوں کو ہم پورا کرنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہیں گے اس کی قوت ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

آپ نے محسوس کر لیا ہوگا میں کس حالت میں ہوں جو کچھ بھی میں نے کہا یہ میرے منتشر خیالات تھے۔ میں ان کی بارگاہ میں نذر پیش کر ہی نہیں پاؤں گا۔ اس لیے کہ کہاں میں اور کہاں وہ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کی نگاہ کرم ہم پر رہے ہمارے احباب اسی قوت و توانائی سے اس مشن کو بڑھاتے رہیں۔

اعلانِ ملکیت

نام	ماہنا اشرفیہ
مدت اشاعت	ماہانہ
مقام اشاعت	مبارک پور اعظم گڑھ
مالک	دار العلوم اشرفیہ
ایڈیٹر پرنٹر پبلشر	محمد ادریس مصباحی
قومیت	ہندوستانی
پتہ	دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

میں ایڈیٹر پرنٹر پبلشر محمد ادریس مصباحی تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیل میری معلومات کے تحت صحیح ہے۔

محمد ادریس مصباحی

وہ شریف الحق، بصارت میں جو تھا اپنی مثال
علمِ حق سے جس کا سینہ ایک گنجِ نور تھا
تذکرے اُس کی بصیرت کے ہیں اہلِ علم میں
مثلِ مہر و مہ ضیا پاشی میں جو مشہور تھا

از محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری* ترتیب وپیشکش: مولوی محمد فاروق

حضرت فقیہ عصر کا اگر کوئی ثانی تھا تو وہ خود تھے

۱۳ مئی ۲۰۰۰ء کو عزیز المساجد کے وسیع ہال میں اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی یاد میں جلسۂ تعزیت کا انعقاد ہوا اس میں آہ وبکاں اور گہرے رنج وغم کے ماحول میں اساتذہ اشرفیہ نے اپنے دردناک تاثرات کا اظہار فرمایا پیش خدمت ہے محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری شیخ الجامعہ کے یادگار تعزیتی خطاب کا ایک حصہ ——— ادارہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءُ۔ صدق اللہ العظیم

حضرت فقیہ عصر علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ والرضوان کا اچانک رحلت کرنا افسوس ناک ہے۔ ان کی رحلت سے آج دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا ہے جس کے پُر ہونے کے بظاہر اسباب نظر نہیں آتے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں مگر بظاہر اسباب ایسے ہی ہیں۔

علم فقہ علوم دینیہ میں سب سے مشکل ترین فن ہے۔ دنیا میں جتنے علوم پائے جاتے ہیں اُن سب کی ضرورت کسی نہ کسی جہت سے علم فقہ میں پڑ ہی جاتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب علم فقہ میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے اقران میں امتیازی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ اور پھر اس دور قحط الرجال میں تو وہ منفرد تھے۔ اگر ان کا کوئی ثانی تھا وہ خود تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے جماعت اہل سنت کے لیے تیز ترین اسلحہ فراہم فرمائے۔ آپ نے ہمیشہ تحقیق کو سامنے رکھا۔ اس آخری عہد میں آپ کا ۹۰ فیصدی فتاویٰ کا حصہ املا کرایا ہوا ہے اس میں بھی آپ نے تحقیق کے دامن کو نہ چھوڑا

ایک وقت ایسا تھا کہ مفتی صاحب نے اپنے تدریسی کمالات کا لوہا منوا لیا تھا اور جس وقت آپ نے قاضی مبارک اور شمس بازغہ وغیرہ جیسی مشکل ترین کتابیں پڑھائیں تو حضرت خواجہ مظفر حسین جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب ہمارے خاندان کے اہم فرد تھے کیونکہ ہمارے پَردادا اور مفتی صاحب کے پَردادا دونوں حقیقی بھائی تھے۔ مفتی صاحب ہمارے خاندان کا وقار تھے وہ ہمارے خاندان کی عزت وناموس تھے۔ میرے والد ماجد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مفتی صاحب کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت صدر الشریعہ ان پر ہم لوگوں سے کہیں زیادہ شفقتیں فرماتے۔ آپ نے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کی تربیت پائی تھی۔ اُس زمانہ میں وسائل اتنے موجود نہیں تھے جس قدر کہ آج ہیں۔ سرسوں کے تیل سے چراغ جلایا جاتا تھا جب تیل مہنگا ہوگیا تو ارنڈی کا تیل لوگ چراغ جلانے کے لیے استعمال کرنے لگے تھے۔ آخر عمر میں جب والد ماجد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان کی آنکھ کی روشنی کم ہوگئی تو صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مفتی صاحب کو فتویٰ املا کرایا کرتے تھے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اِملا کرتا اور حوالہ کی ضرورت پڑتی تو صدر الشریعہ فرماتے کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر اس جانب حاشیہ میں اس کا جواب ہے فرماتے ہیں میں دوسری جانب دیکھنے لگتا تو صدر الشریعہ ڈانٹتے

---

*شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

لگتے اور فرماتے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ جواب فلاں صفحہ کے اس جانب ہے مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جس جگہ کا انتخاب صدر الشریعہ فرما دیتے وہیں جواب موجود ہوتا۔ میں اس وقت چھوٹا تھا صدر الشریعہ مفتی صاحب کو مجھ سے بلواتے۔ جب بھی گھر میں کوئی مخصوص کھانا بنایا جاتا مجھ سے انھیں بلواتے یا وہ چیز میرے ذریعہ ان کے گھر بھجواتے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب سے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو کتنا لگاؤ تھا اور مفتی صاحب کو بارگاہ صدر الشریعہ میں کتنا قرب تھا۔ دیوبندیوں نے تو انگریزوں کی غلامی کا پٹکا پہن ہی لیا تھا جب تک انگریز ہندوستان میں رہے اس وقت تک دیوبندی انگریزوں کے کاسہ لیس رہے اور انگریزوں کے بعد گاندھی جی کی کاسہ لیسی کی۔ آزادی ہند کے بعد تقسیم ہند کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایسے پُر پیچ دور میں علما ء تین گروپ میں بٹے ہوئے تھے ایک گروپ وہ تھا جو مسلم لیگ کی مخالفت کے ساتھ پاکستان بنانے کا حامی تھا اس گروپ میں حضرت صدر الافاضل علامہ مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی، حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ وغیرہ تھے۔ دوسرا گروپ مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان بنانے کا حامی تھا اس میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ فیصل آبادی، حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی، حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق صاحب جبل پوری اور ان کے والد حضرت مولانا عبد السلام صاحب جبل پوری وغیرہ شامل تھے۔ تیسرا گروپ مسلم لیگ کی مخالفت اور پاکستان بنانے کی مخالفت کر رہا تھا اس میں حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز صاحب محدث مراد آبادی، مولانا سراج الہدیٰ صاحب، اور مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی وغیرہ شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب کو حافظ ملت علیہ الرحمہ کی پشت پناہی حاصل تھی ایسے نازک وقت میں مفتی صاحب نے زبردست سیاست میں حصہ لیا اور ایسے پُر پیچ ماحول میں مفتی صاحب نے ایک کتاب بنام "اشک رواں" تحریر فرمائی یہ مفتی صاحب کے عنفوان شباب کا دور تھا اس وقت بھی مفتی صاحب صدر الشریعہ کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کے لیے آیا کرتے تھے باوجود اس کے مفتی صاحب پاکستان بنانے کے سلسلے میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے موقف سے الگ تھے مگر صدر الشریعہ نے اس بارے میں ایک لفظ بھی مفتی صاحب کو نہ کہا اور نہ ہی رجوع کرنے کے لیے فرمایا اس سے بھی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور مفتی صاحب کے درمیان محبت کا پتہ چلتا ہے۔ جب میدان مناظرہ میں اترتے تو اپنے مقابل وخصم کا ترکی بترکی جواب دیتے جس طرح کا سوال ہوتا ویسا ہی جواب دیتے۔ رمضان المبارک ۴۸ھ میں جب کہ مفتی صاحب کی جوانی کا دور تھا حضرت صدر الشریعہ حالت اعتکاف میں تھے مسجد میں مفتی صاحب کو بلا کر جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ صدر الشریعہ کی اس نظر عنایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کیا کچھ تھے۔ ان کی نگاہ بصیرت دیکھ رہی تھی کہ ان کے اندر کون سا جوہر علم پنہاں ہے۔ جب بھی آپ سے کوئی بات پوچھی جاتی تو اس کا برجستہ جواب دیتے ایسا محسوس ہوتا کہ انھوں نے پہلے سے سوال سن رکھا ہے اور اس کا جواب تیار کر رکھا ہے ہمیشہ آپ پر علمی استحضار کی کیفیت رہتی۔ جب بھی ہم کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہم ان سے مشورہ طلب کرتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ آج میں جس وقت جامعہ اشرفیہ آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ مجھے یہاں پہچاننے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے میری تنہائی نے ایسا دبوچا کہ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں محسوس ہوتا تھا کہ جامعہ اشرفیہ کے در و دیوار نوحہ کناں ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جنات عدن میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر منیر کو انوار و تجلیات سے بھر دے۔ آمین

کیوں رضاؔ آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

بیش قیمت دین کی خدمات کے شاہد ہیں وہ
تحریر ہیں تیرے قلم سے فتوے جو نوے ہزار
موت آتے ہی جوار رحمت و رافت ملا
عمر بھر تھا سایہ افگن تجھ پہ فیض کردگار

از علامہ محمد احمد مصباحی ٭

شارح بخاری ایک گلدستۂ محاسن

حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی (ولادت ۱۱ شعبان ۱۳۳۹ھ / ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء وفات ۶ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء) ایک عہد کے امین اور ایک تاریخ کے عینی شاہد تھے۔
انھوں نے جب سن شعور میں قدم رکھا تو یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے خلفا اور تلامذہ کی قیادت کا دور تھا۔ انھوں نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ کو قریب سے دیکھا اور صدر الشریعہ سے فتویٰ نویسی کی مشق بھی کی، حافظ ملت مولانا عبد العزیز مراد آبادی سے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں منتہی کتابوں کا درس لیا۔ صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی علی گڑھی ثم میرٹھی سے بھی میرٹھ میں بعض کتابیں پڑھیں اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد لائل پوری علیہ الرحمہ سے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ایک سال کتب حدیث کا درس حاصل کر کے شعبان ۱۳۶۲ھ میں سند فضیلت پائی۔

متعدد مدارس میں انھوں نے ایک کامیاب استاذ کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیں لیکن ان کا زیادہ تابناک زمانۂ تدریس وہ ہے جو ۱۳۷۵ھ سے ۱۳۸۶ھ تک منظر اسلام بریلی شریف میں گزارا وہاں ان سے علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی، مولانا مفتی مجیب اشرف اعظمی، بانی و مہتمم دار العلوم امجدیہ ناگپور، مفتی عبید الرحمٰن رشیدی سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جونپور، جیسے ارشد تلامذہ نے درس لیا، اور وہیں ۱۳۷۵ھ سے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے انھیں رضوی دار الافتا کا باضابطہ مفتی مقرر کیا۔ جہاں تقریباً پچیس ہزار فتاویٰ ان کے قلم سے صادر ہوئے پھر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ سے آخری حیات (چوبیس سال) تک وہ تدریس و افتا کے بجائے صرف افتا، اصلاح فتاوی، اور تربیت فتویٰ کی خدمات سے وابستہ رہے۔
ان کی علمی وجاہت اور معتمد شخصیت کے باعث اطراف ہند کی طرح اکناف عالم سے بھی ان کے پاس سوالات آتے اور ان کی پوری کوشش یہ ہوتی کہ سائلین کو جوابات جلد سے جلد بھیج دیئے جائیں۔ اندازہ ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں انھوں نے پچاس ہزار سے زیادہ فتاوی صادر فرمائے اس لحاظ سے وہ بلا شبہ سب سے عظیم مرجع فتاویٰ تھے۔

قرطاس و قلم سے ان کا شغف عہد طالب علمی ہی سے تھا۔ دبدبۂ سکندری وغیرہ میں ان کے مضامین منظر عام پر آتے رہتے تھے، لیکن جہاں تک مجھے علم ہے کتابی شکل میں ان کی پہلی کاوش "اشک رواں" کے نام سے ربیع الاول ۱۳۶۴ھ میں شائع ہوئی، جو ان کی تحریری صلاحیت کے ساتھ علمی، دینی اور سیاسی بصیرت و ژرف نگاہی کی بھی آئینہ دار ہے۔ یہ ان کی فراغت کے صرف دو سال بعد کی تصنیف ہے جسے ان کے اساتذہ اور اساتذہ کے اساتذہ نے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا اگرچہ اکثر حضرات کو اس کے سیاسی موقف سے اتفاق نہ تھا مگر مصنف نے اس خطرناک اور پیچیدہ موضوع کو جوش شباب کے باوجود اکابر کے ادب و احترام کے ساتھ جس خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا ہے وہ بہرحال قابل تحسین اور آج ہمارے لیے قابل تقلید ہے۔
مختلف دینی و علمی موضوعات کو انھوں نے عنوان قلم بنایا اور جس

٭ نائب صدر مدرس مبارکپور

موضوع پر لکھا اس کا حق ادا کر دیا پہلی بار جب خلابازوں کے چاند پر پہنچنے کی خبر نشر ہوئی تو مذہبی حلقوں میں ایک شور برپا ہو گیا۔ مفتی صاحب نے اس موضوع پر ایک مختصر مضمون نوری کرن بریلی میں شائع کرایا جس میں یہ ثابت کیا کہ چاند سورج اور تمام ستارے آسمان کے نیچے ہیں اور انسان کے لیے چاند تک پہنچنا ممکن ہے۔ اس مضمون کی تردید بھی کی گئی جس کے بعد انھوں نے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت محسوس کی اور "اسلام اور چاند کا سفر" لکھ کر شائع کیا۔

ضبط تولید اور نسبندی کا مسئلہ سامنے آیا تو اس کی حرمت پر انھوں نے ایک قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے اپنا مضمون شائع کیا۔ ارض مقدس میں یہودی حکومت کے قیام سے لوگوں میں شکوک و شبہات پھیلے تو ایک تحقیقی مضمون "ارض مقدس اور یہودی تغلب" لکھ کر انھوں نے ازالۂ شبہات کی جانب توجہ فرمائی۔ خلافت معاویہ و یزید نامی کتاب منظر عام پر آئی جس میں یزید کو خلیفہ برحق دکھانے کی ناروا جسارت کی گئی تو اس موضوع پر بھی حضرت مفتی صاحب کا لاجواب مضمون پاسبان الہ آباد میں شائع ہوا جسے پڑھ کر میں پہلی بار حضرت کی علمی جلالت سے روشناس ہوا۔ سیرت نبوی کا سلسلہ بھی انھوں نے شروع کیا تھا مگر صرف مقدمہ اور ابتدائی حصہ ہی رقم ہو سکا اور مبارک پور پہنچنے کے بعد شرح بخاری کا کام شروع ہو گیا جو بعونہ تعالیٰ مکمل ہوا اور حضرت کی قلمی خدمات کا شاہکار قرار پایا۔

دعوت و اصلاح اور تقریر و خطابت سے بھی ان کا رشتہ دور طالب علمی ہی سے قائم رہا اور ملک کے طول و عرض میں ان کی تقریروں نے اپنا اثر دکھایا۔ وہ جو بیان فرماتے دلیل کے ساتھ بیان فرماتے۔ اور انداز ایسا عام فہم اور دلنشیں ہوتا کہ سامع متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ تفہیم و تاثیر کا عنصر ان کی تحریروں میں بھی بخوبی نمایاں ہے مختصر الفاظ میں مدلل طور پر اپنے موقف کو دل و دماغ میں اتار دینا ان کا خاص کمال ہے جو ان کی تقریر و تحریر کے ساتھ تدریس اور مجلسی باتوں میں بھی عیاں تھا ___ فن مناظرہ، حاضر جوابی اور مخالف کو جلد سے جلد سرنگوں کرنے میں بھی وہ یکتائے روزگار تھے۔ اس کا نمونہ ان کی تحریروں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ اعظمی علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت اور کتب حدیث کی اجازت حاصل تھی۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے جملہ سلاسل طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ احسن العلما مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے بھی خلافت سے نوازا تھا۔ جس کے باعث بہت سے افراد حضرت مفتی صاحب سے بیعت ہوئے اور بہت سے جید و جلیل القدر علما نے ان سے احادیث کی اجازت لی اور بہت سے علما خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

وہ تعلیمی و انتظامی امور میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے اسی لیے جامعہ اشرفیہ کے ارباب حل و عقد ان کے مشوروں سے ہمیشہ استفادہ کرتے رہے خصوصاً اخیر دور میں جب کہ وہ جامعہ کی انتظامیہ کے رکن اور ناظم تعلیمات ہو چکے تھے تعلیمی و انتظامی امور میں ان کا مشورہ ضروری تھا۔ انھوں نے ایک حساس اور دردمند دل پایا تھا اس لیے ہر پہلو پر سنجیدگی، دور بینی اور اخلاص کے ساتھ غور کرتے اور مشورہ طلب کیے بغیر بھی ایک معمر اور شفیق مربی کی طرح ہدایت و نصیحت فرماتے رہتے۔

قومی و ملی ضروریات پر بھی ان کی نظر تھی اور اس سلسلے میں وہ برابر ہدایات دیتے رہتے۔ "مجلس شرعی" کے مذاکرات میں بھی وہ سرگرم حصہ لیتے۔ فقہی مباحث تو ان کی خاص جولاں گاہ تھے اس لیے وہ مجلس کے سرپرست بھی نامزد ہوئے لیکن اس سے ان کی دلچسپی اس لیے بھی تھی کہ اس کا قیام نئے مسائل کے حل اور نئی صورت حال میں مسلمانوں کی دینی و علمی رہ نمائی کے لیے عمل میں آیا اس کی کارکردگی جس قدر بہتر ہو گی مسلمانوں کے مسائل کا حل بھی اتنا ہی جلد ہو گا۔

بہت سے اداروں کے وہ معتمد اور سرپرست بھی تھے جہاں ان کے اثر و رسوخ اور اخلاص و دردمندی کے باعث پیچیدہ مسائل اور دشواریوں کے حل میں بڑی آسانیاں تھیں، افسوس کہ حضرت کی رحلت سے ان کے تلامذہ اور وابستہ علما و طلبا کی طرح یہ ادارے بھی یتیم ہو گئے۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کو اپنی بیکراں رحمتوں کے سایے میں جگہ دے اور ان کے متعلقین کو صبر و شکیب اور ثبات و استقامت سے نوازے۔

از شہزادۂ فقیہ اعظم ہند ★

آہ! میرے ابّا حضور

وہ وقت کتنا صبر آزما تھا وہ خبر کتنی اندوہناک تھی جب کانوں سے ٹکرائی کہ میرے ابا حضور حضرت مفتی محمد شریف الحق ہم سے رخصت ہو گئے۔ کان کو یقین آئے تو کیسے! دل مانے تو کیسے! یقین کیا جائے تو کس طرح! جب کہ چند گھنٹہ قبل میں ہرارے (زمبابوے) سے ان سے فون پر بات کر چکا تھا۔ خلاف معمول دیر تک بات ہوئی۔ بچوں سے فون پر ان سے دلجوئی فرمائی۔ کیا کھایا؟ کیا کیا؟ بچوں سے کیسے گھل مل کر باتیں کرتے تھے۔

زمبابوے کا تین بجا تھا کہ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ جبکہ وہاں عام معمول ہے کہ رات کو سوتے میں کوئی بھی فون کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔ نیند ہی کی حالت میں کہ فون باہر ہی کا ہوگا، ریسور اٹھایا ہلو کے بعد قاری جلال الدین صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی آواز آتی ہے۔ حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا۔ جیسے کان کی سماعت سلب کر لی گئی ہو۔ پھر دوبارہ وہی آواز آتی ہے۔ میں نے سوال کیا اور کوئی ہے جس سے میں بات کروں فرمایا مولانا اختر کمال صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ہیں وہ کسی طرح سسکتی ہوئی آواز سے فرماتے ہیں حافظ صاحب حضرت نہیں رہے پھر دہاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ وہ صدا گویا میرے دل پر بجلی کی طرح دھماکہ خیز لگی۔ آہ و فغاں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ میں اور اہلیہ دیر تک روتے رہے رات کے پچھلے پہر کون سنتا جو تسلی دینے آتا۔ بچے بھی سوتے ہوئے جاگ گئے۔ وہ بھی اچنبھے میں پڑے دیکھتے رہے۔ آج یہ کیا ہو گیا روتے تو ہم تھے امی چپ کراتی تھیں اب الٹا کیوں ہے؟ محو حیرت کچھ دیر تک وہی تماشائی بنے رہے پھر انہیں دیکھ کر دل کو ڈھارس بندھی سسکی رکی پھر فون کر کے مبارک پور معلوم کیا کب انتقال ہوا کیسے ہوا؟ بس جواب یہی ملا۔ اچانک ہوا۔ خیر جیسے تیسے احباب کو مطلع کیا۔ حنیف بھائی اور برادر منصور بھائی کو مطلع کیا اور یہ کوشش شروع کی کہ مجھے جانا ہے جنازے میں پہنچنا ہے گھوسی فون پر معلوم کیا نماز جنازہ کب ہے؟ پتہ چلا آج ہی کا ارادہ ہے شام کو میں نے عرض کیا میں پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں کل جنازے کو مؤخر کر دیں کرم ہوگا۔ خیر لوگوں نے اس کو منظور کیا۔ میں چلنے کی تیاری میں لگ گیا۔ لوگ تعزیت کے لیے گھر آنا شروع ہو گئے۔ وہاں تعزیت کا انداز بھی پیارا ہے۔ جس گھر میت ہو گی۔ اس کے گھر جا کر پہلے وارثین سے گلے ملیں گے افسوس کا اظہار کریں گے پھر خود ہی فاتحہ پڑھیں گے پھر پوچھیں گے کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ اس کے بعد تسلی کے الفاظ دہرائیں گے احباب متعلقین صبح ہی سے آنا شروع ہو گئے۔ ادھر فون پر بھی لوگوں کے تعزیتی تاثرات ملتے۔ ملک اور بیرون ملک ہر جگہ سے لوگوں کے تاثرات موصول ہوتے رہے۔ اسی دن صبح کی فلائٹ کینیا ایر لائنس سے بنارس تک ٹکٹ او کے ہو گیا کچھ امید بندھی میں بھی جنازے میں شریک ہو جاؤں گا۔ اس وقت بلکنا پڑا جب معلوم ہوا کہ ۱۰ بجے جانے والی فلائٹ آج آٹھ بجے ہی چلی گئی۔ بغیر کسی انفارمیشن (اطلاع) کے اسی دن کا ٹائم بدل دیا گیا۔ اس کے بعد ساری تدبیر ناکام رہی کہیں سے کوئی فلائٹ نہیں ملی جس سے میں جمعہ کے وقت تک پہنچ جاتا۔ چارو ناچار میں دوسرے دن کینیا ائیر لائنس سے بمبئی ہوتے ہوئے بنارس پہنچا۔ پتہ چلا حضرت نظمی میاں بنارس میں مقیم ہیں میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت نے دعاؤں سے نوازا کافی تسلی دی۔ ان کے محبت دکھ بھرے کلمات میرے لیے زخم مرہم ثابت ہوئے۔ پھر اجازت لے کر غمکدہ کے لیے رخصت ہوا۔

★

بنارس ایئرپورٹ پر لینے کے لیے مولانا خورشید بھائی، محبی مولانا
محمد صدیق صاحب میرے خسر عرفان الحق صاحب اور ان کے چھوٹے
صاحبزادے شاہد رضا تھے۔ یہ سب لوگ ساتھ ہی گھوسی تک آئے
یہ لوگ میری ڈھارس بندھانے میں کافی معاون ثابت ہوئے۔ جب
مرقد پر نظر پڑی وہ وقت کتنا صبر آزما تھا۔ دل بے قابو اور کیوں نہ ہوتا جبکہ
اس سے قبل جب بھی آتا ان کی دست بوسی کرتا قدم بوسی کرتا مشفق باپ
سراپا سامنے ہوتا تھا ان کی محبت اور کرم نوازی کے جلوے سامنے ہوتے
مگر اب تو کچھ بھی نہیں تھا۔ دل پر قابو پاتے ہی بہت مشکل سے فاتحہ
پڑھی۔ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد جب گھر میں داخل ہوا۔ تو کہرام مچ
گیا بڑی مشکل سے ان سب سے قابو پانے کے بعد بیٹھک میں علماء
واحباب کے جھرمٹ میں پہنچا۔ بہت سارے رشتے دار بھی موجود تھے
صبر وشکر کی لوگوں نے تلقین کی۔ جہاں وہ دکھ کا اظہار کرتے وہیں
محبت کے آنسو بھی چھلک آنے میں سمجھتا تھا۔ مجھے اولاد کے ناطے
زیادہ تکلیف اور دکھ ہے مگر دوسروں کے غمگین چہروں کو دیکھ کو
محسوس ہوتا وہ بھی زیادہ زخم خوردہ ہیں۔ میں کس کس کی سناؤں۔
جہاں گھوسی کے در و دیوار سوگوار نظر آتے ہیں وہیں مدینہ طیبہ کے
گل گلزار بھی سوگوار نظر آئے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ شیخ
ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت علامہ شیخ فضل الرحمٰن
صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کے دل کی کوئی پوچھے ان پر کیا بیتی فون پر
جو تعزیتی کلمات لڑکھڑاتی زبان سے ارشاد فرمائے اس سے جو دل کی
کیفیت تھی صاف عیاں تھی

میرے ابا حضور دنیا سے چلے گئے، مگر ان کی خدمات انہیں
صدیوں یاد رکھیں گی۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت اعلیٰ حضرت
کی جو خدمات کی ہیں ..... انہیں زندۂ جاوید رکھیں گی۔ ان کا علمی
جاہ وجلال مدتوں دشمنوں کے دلوں پر حاوی رہے گا ان کی قلمی خدمات
چاہے باطل شکن ہوں یا دینی علمی جواہر پارے تا قیامت عظمت کے
مینار بن کر چمکتے دمکتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

میں ممنون ہوں ان کرم فرماؤں کا جنھوں نے جس طرح بھی ہمارے
زخمی دل پر مرہم رکھا۔ دعاؤں سے نوازا تسلی بخش کلمات سے نوازا۔ ہمیں
صبر وشکر کی تلقین کی ابا حضور علیہ الرحمہ کے لیے قرآن خوانی تعزیتی
جلسے کیے۔ ان کے لیے خصوصی مضامین لکھے بزم قلم وسخن سجائی۔ اللہ
تعالیٰ سب کو اپنے کرم سے نوازے بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔
آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ صـ۳۸ کا

پیش کرتا ہے تو علمی اور عملی طور پر
بارگاہِ حافظِ ملت میں ہر لمحہ خراج

اور آخر میں الجامعۃ الاشرفیہ حضرت سربراہ اشرفیہ اور فرزندان
اشرفیہ کے تعلق سے چند قطعات ملاحظہ فرمائیں۔

نام اشرفیہ کا زندہ اور تابندہ رہے
حافظِ ملت کا علمی فیض پائندہ رہے
سربراہ اعلیٰ کے اخلاص کا نقشِ جمیل
تا ابد ایوان اشرفیہ پہ رخشندہ رہے

عروج اشرفیہ کا خدا کے فضل سے ہے
کسی کے بغض وعداوت سے گھٹ نہیں سکتا
یہ شہر حافظ ملت کا ہے بسایا ہوا
یہ شہر علم کبھی بھی سمٹ نہیں سکتا

یہاں پہ علم وخرد کو کمال ملتا ہے
خیال وفکر کو حسن وجمال ملتا ہے
ہر ایک فاضل اشرفیہ کو بہ فضل خدا
رضا کے علم کا جاہ وجلال ملتا ہے

اس تاثراتی مضمون کو ان دعاؤں کے ساتھ ختم کر رہا ہوں
ہے دعا بارگہِ حق میں کہ اے رب کریم
تیرے محبوب کا صدقہ زرہ لطف عمیم
کر عطا مفتیٔ دوراں کو تو فردوس نعیم
رحمتیں تیری رہیں ہر جگہ غمخوار و ندیم
تیرے انوار کا ہو مرقدِ اطہر پہ نزول
میرے اللہ دعاؤں کو مری کرلے قبول

از مولانا افتخار احمد قادری *

بارگاہِ رسول میں دعائے مغفرت

۹ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ
بروز شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

محب مکرم ڈاکٹر محب الحق صاحب و مولانا عبدالحق صاحب زید حبکم و عزیزی حافظ حمید الحق و عزیزی وحید الحق و عزیزی ظہیر الحق سلمہم المولیٰ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شارح بخاری حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بلاشبہ پورے عالم اسلام کی ایک عظیم شخصیت تھے ــــــ ان کے کئے ہوئے کاموں کی خوشبو پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور اس کی خوشبو مزید بڑھتی ہی جائیگی اور اس خوشبو سے معطر ہونے والے بڑھتے جائیں گے۔ جب یہ خبر عزیزی حافظ حمید الحق صاحب نے فون پر سنائی تو پہلے اس کا یقین نہ ہوا چونکہ ذہن اس کے لیے تیار نہ تھا نہ تو علالت کی خبر ملی تھی اور نہ اس طرح کے حالات تھے، پھر مسلسل ٹیلی فون آتے رہے اور خواہی نخواہی دل و دماغ مجبور ہو گئے ــــــ لیکن دماغ و اعصاب اتنے متاثر ہوئے کہ کام سب معطل ہو گئے۔

حضرت قدس سرہ صرف آپ کے ہی والد کریم نہ تھے بلکہ ہم سب کے بابائے شفیق بھی تھے۔ اپنے حقیقی والد علیہ الرحمہ کے انتقال پر یتیمی کا احساس اتنا شدید نہ ہوا تھا جتنا کہ اب ہوا ہے۔ اس لیے کہ وہ استاذ مکرم ہی نہ تھے بلکہ ایک مشفق باپ بھی تھے۔

لیکن ہم سب اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں حدیث شریف میں آیا الخلق عیال اللہ ــــــ ساری ذمہ داری ہماری بھی اور ان کی بھی سب رب تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے، ھو المدبر الفعال لما یرید اس کے فیصلہ کے سامنے ہمارے سر نیاز خم ہیں اور ہماری زبان ناطق ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اہل ایمان کی نشانی بتائی گئی ہے کہ جب رب تعالیٰ کی طرف سے ان کو اس طرح کی جانگسل آزمائشیں پہنچتی ہیں تو صبر و رضا کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور بیشک ہماری آزمائش بڑی ہی عظیم ہے کہ ہم سے صرف اب کبیر ہی نہیں رخصت ہوا بلکہ علم کا ایک بابائے عظیم بھی ہم سے گیا۔ اور حق فرمایا گیا ہے۔

موت العالِم موت العالَم

جتنے سوگوار تجہیز و نماز و تدفین میں بھی شامل ہوئے وہ سب بھی پر ملال ہیں اور جو دور رہے وہ بھی اندوہگیں ہیں

ہم سب آپ سب کو صبر جمیل کی تلقین کرتے ہیں اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ سب کو بے حد و بے حساب اجر و ثواب عطا فرمائے۔ اور حضرت کے مزار پر انوار پر رحمت و نور کی ایسی موسلا دھار بارش فرمائے جس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے۔

خبر ملتے ہی میں حرم شریف حاضر ہوا اور روضہ میں نمازیں پڑھیں، تلاوت کی اور دعائیں کی گئیں ــــــ پاکستان کے مشہور خطیب حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی کے بھائی اکرام صاحب ملے ان کو اس جانکاہ خبر سے آگاہ کیا موصوف سخت متأسف ہوئے میں نے ان سے دعا کے لیے کہا انھوں نے مجھ سے کہا آپ دعا کریں، میں نے منبر شریف کے قریب

* المدینۃ المنورہ

روضۂ مبارکہ میں دعائیں کی دعا کے بعض الفاظ یہ تھے ۔

اللّٰهم اسکنه فسیح جناتك

اللّٰهم اغفر له وارفع درجاته فی جنات النعیم

اللّٰهم اعطه الدرجة الرفیعة فی جنات الخلد

اللّٰهم امنح اولاده واخلافه الصبر والسلوان واجعل له خیر خلف ینوبون عنه فی خدمات اسلامیة

اللّٰهم انزل علیه رحمتك ورضوانك مادام الملوان بجاه نبیك وحبیبك سیدنا وسید المرسلین صلی الله علیه وعلی اله الطیبین وصحبه اجمعین

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ان کی طرف سے خصوصاً اور سب احباب کی طرف سے عموماً اور مغفرت ورحمت اور ارفع درجات کے لیے دعائیں کی اسی طرح حضرات شیخین امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات میں سلام عرض کیا اور ان کی طرف سے بھی خصوصاً پھر دعائیں کیں ۔

پھر جنت البقیع حاضری دی اور اہل بیت النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین ، اولاد طیبین اور سارے آسودگان بقیع کو سلام پیش کرنے کے بعد فاتحہ پڑھی اور حضرت کی طرف سے بھی اور سب مخلصین کی طرف سے بھی اور پھر دعا کی ۔

بعد جمعہ سعودیہ کے وقت کے مطابق دو بجے سے ساڑھے تین بجے تک میری رہائش پر قرآن خوانی ہوئی اور ایک ختم اور ستائیس پاروں کے ساتھ ایصال ثواب کیا گیا ۔ حیدرآباد کی عظیم شخصیت علامہ سید حبیب اللہ قادری علیہ الرحمہ کے دو صاحبزادے سید مصطفےٰ قادری و سید جلال قادری شریک رہے آخر الذکر الریاض سے زیارت کے لیے حاضر ہوئے تھے اس مبارک محفل میں حضرت قدس سرہٗ کے درجات کی رفعت کے لیے خاص طور سے دعا کی گئی ۔

حضرت قدس سرہ کی بڑی خوش نصیبی رہی کہ اطلاع ملتے ہی فوراً روضہ میں دعائیں ہوئیں اور غالباً پہلی قرآن خوانی بھی حدود حرم میں ہوئی ۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے قبر انور پر رحمت وکرم کی ہمیشہ بارش فرماتا رہے اور اسے روضة من ریاض الجنة سے بدل دے اور ان کے درجات میں ہمیشہ ترقیاں عطا فرماتا رہے اور اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا سے نوازے اور ان کو اپنے قرب خاص سے سرفراز فرمائے ۔

۸ رصفر جمعہ کی شام کو بوقت عشاء حضرت سیدی شیخ فضل الرحمن صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تفصیلات سے باخبر کیا گو موصوف نے تعزیت کا فون کیا ، میری بھی ڈاکٹر محب الحق صاحب سے بات ہوئی اور جنازہ مبارکہ کی تفصیلات سے انھوں نے آگاہ کیا ۔

حضرت قدس سرہٗ نے بلاشبہ ایک باوقار زندگی کے ساتھ باوقار انتقال بھی فرمایا ۔

والسلام

افتخار احمد قادری ، المدینة المنورہ

بقیہ ص ۲۴ کا

۱۔ جمعیة الطلبة الباحثین کا یہ اجلاس حضرت فقیہ اعظم ہند کے وصال پر ملال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے ۔

۲۔ جمعیة حضرت کے ورثاء اور جامعہ اشرفیہ کے غم میں برابر کی شریک ہے اور ان حضرات سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے ۔

۳۔ جمعیة فیصلہ کرتی ہے کہ ہندوستان سے حضرت کے حالات طلب کیے جائیں اور یہاں کے اخبارات کو حضرت کی حیات وخدمات کے سلسلہ میں مضامین فراہم کیے جائیں ۔

۴۔ حضرت کی تصانیف کا پورا سیٹ ہندوستان سے منگوا کر ازہر یونیورسٹی ، قاہرہ یونیورسٹی اور عین شمس یونیورسٹی کے اردو شعبوں کی لائبریریوں میں وقف کیا جائے ۔

از علامہ قمر الزماں اعظمی

مغربی ممالک میں صف ماتم بچھ گئی

برطانیہ میں مانچسٹر، پریسٹن، گلاسگو، اسکاٹ لینڈ، یورپ میں جرمنی، ہالینڈ، ناروے، امریکہ، ہیوسٹن شکاگو، ڈیلس سان فرانسسکو، کینیڈا میں ٹورنٹو اور افریقہ کے بہت سارے ممالک میں تعزیتی مجلسوں کا انعقاد

محترم المقام مولانا مبارک حسین صاحب مصباحی

ایڈیٹر اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مزاج ؟

عزیزی عبد العلی عزیزی سلمہٗ کے ٹیلیفون سے فقیہ اعظم ہند محدث عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی اطلاع ملی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تھوڑی دیر تک سکتے کی کیفیت طاری رہی اور پھر زبان سے کلمہ استرجاع ادا ہوا حضور فقیہ عصر کے وصال سے پوری دنیائے سنیت غم واندوہ میں ڈوب گئی ہے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کے دردناک وصال کی تعزیت کن کن افراد جماعتوں، اداروں، اور درسگاہوں کو پیش کروں حقیقت تو یہ ہے کہ اہل خانہ کے ساتھ عالم اسلام بالخصوص برصغیر ہند و پاک کا ہر مسلمان تعزیت کا مستحق ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ گلستان امجدیہ کی وہ بہار جاوداں تھے جن کے فیض سے سیکڑوں درسگاہیں اسلامی ادارے اور افتار کی مسندیں صبح قیامت تک فیضیاب ہوتی رہیں گی بلاشبہ حضور فقیہ عصر کے وصال سے دنیائے علم وفکر۔ فقہ وافتار تعلیم و تدریس، تحقیق وتفحص، نقد ونظر مناقشات علمیہ مباحثہ ومناظرہ تصنیف وتالیف تحریک وتنظیم، میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پر ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا عالم اسلام میں ایسی شخصیتیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں جو علوم اسلامیہ کے تمام گوشوں کا یکساں احاطہ کرسکتی ہوں اور جن کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ وہ کس علم اور کس فن میں نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔

مجھے ان سے تلمذ کا شرف تو نہ حاصل ہوسکا لیکن ہندوستان کے دوران قیام اور برطانیہ منتقل ہونے کے بعد بھی بہت سی نشستوں میں ان کے علمی مباحث اور آرار کو سننے اور فیضیاب ہونے کا اتفاق ہوا اور ان کی جملہ تحریروں کا بالاستیاب مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ فقہ اسلامی کے جملہ اصول : فروع پر مکمل دسترس اور استنباطی قدرت رکھتے تھے۔ جزئیات کا استقصا اصول فقہ میں ان کا تبحر مصادر استنباط اور مصادر استخراج میں ان کا درک کامل آج کے دور کے فقہار میں ان کو بہت منفرد اور بلند مقام پر فائز کرتا ہے۔

اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کی شرح" جو بلاشبہ ملت اسلامیہ بالخصوص ملت حنفیہ پر ان کا احسان عظیم ہے"، کے مطالعے سے اندازہ ہوا کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ فن حدیث میں بھی فقہ و افتار کی طرح مہارت تامہ رکھتے تھے نزہۃ القاری میں سیکڑوں مقامات کی تشریح وتعبیر توفیق وتفہیم اور تطبیق بین الآرار کے حوالے سے علم واستدلال کے وہ چراغ روشن کیے ہیں کہ جن کی ضیار سے ریب و تشکیک کے تمام اندھیرے کافور ہوگئے ہیں۔

بخاری شریف کی بعض معاصر شرحوں میں صرف اختلاف آرار کی نقل پر اکتفا کیا گیا ہے جس سے حدیث کا ایک عام طالب علم شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنس جاتا ہے مگر فقیہ عصر نے انتہائی دقت نظر کے ساتھ اہلسنت اور احناف کے فقہی اور کلامی موقف کی تصویب و

★ ورلڈ اسلامک مشن لندن

ترجیح پر جو دلائل قائم کیے ہیں وہ صرف ان کا حصہ ہیں۔

مطالعہ نزہۃ القاری کے بعد اس قول کی حقیقت مبرہن ہو گئی ہے کہ

ہر فقیہ کے لیے محدث ہونا ضروری ہے جبکہ ہر محدث کے لیے فقیہ ہونا ضروری نہیں۔

مشہور فرانسیسی مستشرق گستاولیبان نے کہا تھا کہ فقہ اسلامی میں اجتہاد قیاس اور استنباط نے اسلامی توانین کو ایک بحر ناپیدا کنار کی حیثیت عطا کر دی ہے اور قوانین کے یہ سرچشمے اسلام کو عصری تقاضوں کے مطابق رہنمائی کی مکمل استعداد عطا کرتے رہیں گے۔

فقیہ عصر نے اپنی قیادت میں فقہ اسلامی سے متعلق "تحقیقاتی اور نظریاتی کونسل" قائم فرما کر عصری مسائل کو اصول فقہ اور دانش حاضر کی روشنی میں حل کرنے کی طرف نمایاں پیش رفت فرمائی اور الجامعۃ الاشرفیہ میں مفتیان کرام کی تربیت کا جو نظام قائم فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے امید ہے کہ جامعہ کا یہ شعبہ عالمگیر شہرت کا حامل ہوگا اور اگر ان کے متعین کردہ خطوط تواتر و تسلسل سے کام ہوتا رہا تو اس ادارے کو جامعہ ازہر کے دار الافتاء اور مجمع البحوث الاسلامیہ وغیرہ کا ہمسر بنایا جاسکے گا حقیقت تو یہ ہے کہ استاذی و استاذ العلماء جلالۃ العلم مخدومی و مطاعی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نیز نائب الشیخ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہما کے بعد فقیہ عصر کی شخصیت نے جامعہ کے علمی فنی اور تدریسی بھرم کو قائم رکھا اور مجھے امید ہے کہ ان کے زیر تربیت علماء اور جامعہ کے عظیم اساتذہ اس روایت کو قائم رکھیں گے اور ان کا یہی عمل حضور فقیہ عصر کی خدمت میں بہترین خراج عقیدت ہوگا۔

وصال ایک عظیم حقیقت ہے مگر بڑے مبارک ہیں وہ نفوس قدسیہ جو مشیت کی طرف سے تفویض کردہ فرائض اور مسؤلیات اور اپنے حصے کا ہر کام مکمل کر کے جاتے ہیں حضور فقیہ اعظم اسی جماعت کے نمائندہ تھے فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔

برطانیہ کی بہت سی مساجد بالخصوص عباد الرحمن ٹرسٹ، جامع مسجد نارتھ مانچسٹر۔ ورلڈ اسلامک مشن اسلامک سنٹر لیسٹر مسجد نور الاسلام بوسٹن۔ مسجد خضری گلاسگو اسکاٹ لینڈ اسلامک سنٹر ڈاچڈیل کے علاوہ یورپ میں ہالینڈ۔ جرمنی۔ ناروے۔ امریکہ میں ہوسٹن شکاگو ڈیلس سان فرانسسکو ـــ کینیڈا میں ٹورنٹو اور افریقہ میں بہت سے ممالک میں حضور فقیہ عصر کے لیے تعزیتی اجلاس اور ایصال ثواب کی محافل منعقد ہوئیں اور ہو رہی ہیں میری طرف سے حضور عزیز ملت اور جملہ اساتذہ اشرفیہ و پسماندگان فقیہ العصر کی خدمت میں سلام و تعزیت پیش فرمادیں۔

ہیوسٹن امریکہ کے تعزیتی اجلاس کی روداد

۱۰ مئی ۲۰۰۸ء بروز چہارشنبہ شارح بخاری حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر موصول ہوتے ہی ہر شخص پیکر حزن و ملال ہو گیا۔ ملت کے اس ناقابل تلافی نقصان کا عظیم صدمہ ہوا۔

بروز پنجشنبہ مدرسہ النور ہیوسٹن امریکہ میں قرآن خوانی ہوئی الحمد للہ چند طلبا نے ایک ایک ختم قرآن عظیم پڑھا اور پھر بروز جمعہ ہیوسٹن کی جامع مسجد النور میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

اللہ عزوجل حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر پر رحمت و نور کی بارش برسائے اور ان کے روحانی فیض کو عام و تام کرے۔ (آمین)

فقط

عبد الرب اعظمی

مدرسہ النور، ہیوسٹن امریکہ

۹ صفر المظفر ۲۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۰۸ء

از علامہ عبدالحکیم شرف قادری٭

جامعہ نظامیہ لاہور کا تعزیتی پیغام

۹۲/۸۶ء

۱۷ صفر ۱۴۲۱ھ

محترم و مکرم حضرت عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرت فقیہ اعظم ہند، سرمایۂ ملت، شارح بخاری، نائب مفتی اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال پر ملال کی روح فرسا خبر ملی، دل پر شدید چوٹ لگی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

مولانا حسن علی رضوی مدظلہ العالی (میلسی) کے صاحبزادے جامعہ نظامیہ رضویہ میں پڑھتے ہیں، انھوں نے اپنے والد کے حوالے سے اس عظیم سانحہ کی اطلاع دی تو دل دھک سے رہ گیا، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب سے ذکر کیا، لیکن کسی کو یقین ہی نہیں آرہا تھا، ابھی کل کی بات ہے کہ انہیں چاندی سے تولا گیا، لیکن دنیا والوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ انھوں نے ساری چاندی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اور رضا اکیڈمی کی نذر کردی، ایسی دریا دلی اور سیر چشمی تو قرون اولے کے بزرگوں کے بارے میں پڑھتے تھے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ دور ماضی کے بزرگوں کے قافلے کی ایک شخصیت ہمارے دور میں ظہور پذیر ہوگئی تھی

گیارہ سو صفحات پر مشتمل "معارف شارح بخاری" کا شائع ہونا اور وہ بھی حضرت کی زندگی میں، ایک زندہ کرامت ہے، حضرت نے معارف شارح بخاری کا ایک نسخہ اور دیگر متعدد اپنی تصانیف بھجوائیں جن پر لکھا ہوا تھا منجانب شارح بخاری ۔۔۔ اس کے علاوہ راقم نے درخواست کی کہ مجھے حدیث شریف، علوم دینیہ اور اعمال مشائخ کی اجازت دیں تو انھوں نے ازراہ کرم اجازت عطا فرمادی۔

غرض یہ کہ ان کی پیہم نوازشات کا سلسلہ جاری تھا کہ انکی رحلت کا المناک سانحہ پیش آگیا، جامعہ نظامیہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے سخت صدمہ محسوس کیا، فارسی کی کلاس دورۂ حدیث، درجہ عالیہ کی کلاس نے الگ الگ اور تمام طلبا نے صبح اسمبلی میں اجتماعی طور پر، اساتذہ نے مفتی صاحب کے پاس ایصال ثواب کیا، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے آپ کا فیض جاری وساری فرمائے اور تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

براہ کرم حضرت کے صاحبزادگان اور اہل خانہ تک بھی تعزیت پہنچا دیجئے۔ ممنون ہوں گا۔

مضت فرص الوصال وما شعرنا
بگو حافظ غزلہائے فراقی

حضرت مفتی صاحب مدظلہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اور دیگر اساتذہ تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اعلی اللہ تعالیٰ درجاتہ فی فرادیس الجنان۔ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ امجدی علامہ محمد احمد مصباحی، صاحبزادہ نعیم الدین صاحب مولانا مبارک حسین مصباحی اور اساتذہ جامعہ کی خدمت میں السلام علیکم اور ہدیۂ تعزیت

٭ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

از تاج محمد قادری *

فقیہ اعظم ہند کے وصال کی المناک خبر کے بعد مصر میں جلسۂ تعزیت

برصغیر کے علاوہ دیگر چودہ ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی

۲۶ مئی بروز جمعۃ المبارک مدینۃ البعوث الاسلامیہ الازہر الشریف میں جمعیۃ الطلبۃ الباحثین کے زیر اہتمام فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کے وصال پر ملال کے سلسلہ میں ایک جلسۂ تعزیت کا انعقاد کیا گیا جس میں برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دیگر چودہ ممالک کے طلبہ نے بھی شرکت کی۔

اولاً حاضرین نے قرآن خوانی کی، حضرت شارح بخاری کی روح پاک کو ایصال ثواب کیا۔ بعدازاں مولانا دین محمد قادری نے بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ مولانا نعمان احمد اعظمی نے حضرت شارح بخاری کے انتقال پر اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اس کو پوری سنیت کا نقصان قرار دیا۔ جمعیۃ کے سکریٹری مولانا منظر الاسلام نے حضرت شارح بخاری کی حیات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی روشن خدمات اور جہاد بالقلم کے نمایاں کارناموں سے حاضرین کو واقف کرایا۔ نیز انھوں نے تجویز پیش کی کہ ہندوستان سے حضرت کے تفصیلی حالات منگوا کر یہاں کے عربی اخبارات و رسائل کو مضامین دیئے جائیں تاکہ مصر کے علماء و دانشوران بھی حضرت کی خدمات سے آگاہ ہو سکیں۔ صدر انجمن مولانا جلال رضا فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے اس شعر سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

وما کان قیس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت سے شرف ملاقات حاصل نہیں تھا لیکن میں نے ان کی تصانیف کا مطالعہ ضرور کیا ہے اور اسی وقت سے میرے دل میں حضرت کے غیر معمولی علم و فضل کا ایک عجیب تأثر قائم ہے انھوں نے مزید کہا کہ ابھی کچھ عرصہ قبل اپنی ایک میٹنگ میں ہم نے حضرت شارح بخاری کے جشن پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا تھا مگر کیا معلوم تھا کہ چند دن بعد ہم ان کے وصال پر جلسۂ تعزیت منعقد کریں گے افسوس کہ آج ہمارے درمیان حضرت شارح بخاری نہیں رہے لیکن ان کی قلمی خدمات ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آخر میں سرپرست جمعیۃ مولانا عاصم قادری نے تعزیتی کلمات کے ساتھ اپنے رنج و غم کا اظہار کیا انھوں نے کہا کہ یوں تو بخاری شریف کی اردو میں کئی شروحات تھیں لیکن وہ عشق رسول کے جذبہ اور تعظیم انبیاء و اولیاء کے احساس سے خالی تھیں ان شروحات کو پڑھ کر عوام گمراہ ہو رہی تھی وقت کی اس اہم ضرورت کے پیش نظر حضرت شارح بخاری نے اردو میں شرح بخاری لکھنے کا بیڑہ اٹھایا اور آج ہمارے پاس ۹ جلدوں میں اردو کی صحیح ترین شرح بخاری موجود ہے اردو بولنے اور سمجھنے والے ہر مسلمان کو مفتی محمد شریف الحق صاحب کا احسان مند ہونا چاہیئے۔

آخر میں دعاء مغفرت کے ساتھ مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق رائے منظور کی گئی۔

باقی ص ۲۰ پر

* جمعیۃ الطلبۃ الباحثین۔ قاہرہ

از مولانا نوشاد عالم *

ساؤتھ افریقہ میں فقیہ اعظم ہند کی یاد میں محافل کا انعقاد

لینز، ساؤتھ افریقہ۔ ۱۱ مئی بروز جمعرات صبح صادق کے وقت فون کی گھنٹی بجی، بیدار ہو کر گھڑی پر نگاہ ڈالی تو ٹھیک ۴ بجے کا وقت تھا۔ دل دھڑکنے لگا کہ اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے ــــ فون کا ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف جامعہ قادریہ پونہ کے طالب علم عزیزم حافظ شمس الدین سلمہٗ کا انڈیا سے فون تھا (اور اس وقت انڈیا میں صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے) اور وہ پوچھ رہے تھے، "حضرت آپ کو خبر ملی؟" میرے نفی کے جواب میں انھوں نے حضرت شارح بخاری، فقیہ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی وہ روح فرسا خبر سنا ہی دی جس کے تصور سے کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے ــــ یہ خبر نہ تھی رنج و غم کی ایک بجلی تھی جو دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئی۔

"پھول وہ گلشن کا ٹوٹا جس سے ویرانی ہوئی"

یہ خبر سن کر اپنی کم نصیبی پر رونا آگیا کہ ان کے ظاہری فیوض و برکات سے ہمیشہ کے لیے ہم محروم ہو گئے، میرے لیے حضرت شارح بخاری کیا تھے، اور ان کی کیا کیا عنایتیں اور نوازشیں میرے اوپر تھیں ــــ اور میرے ہر تحریکی اقدام پر ان کے حکم و مشورے کی کیا قدر و قیمت تھی ــــ اس کا اب اندازہ ہوا ــــ حضرت کی حیات ظاہری میں اپنی عقیدت و محبت اور تعلق کا اندازہ ہی نہ تھا ــــ لیکن ــــ اب احساس ہوتا ہے کہ میں نے کیا کھویا، اور کس کا سایۂ رحمت میرے سر سے دست قدرت نے اٹھا لیا ــــ جشن شارح بخاری کے موقع پر حضرت سے فون پر گفتگو ہوئی تھی، کیا خبر تھی کہ یہ آخری گفتگو ہے ــــ مسرت و انبساط کے اس یادگار موقع پر سعادت حاضری سے محرومی کا افسوس کیا تھا اور تکمیل شرح بخاری اور جشن شرح بخاری کی مبارکباد پیش کی تھی اور عرض کیا تھا کہ جلد ہی حاضر خدمت ہو کر تفصیلی مبارکباد پیش کروں گا لیکن ؎

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

ذاتی طور پر حضرت سے ہر اہل عقیدت کو جس درجہ تعلق تھا اسی درجہ ہر ایک کے قلب نے اس المناک سانحہ کا اثر محسوس کیا ہوگا سعادت مند اولاد، محبت کرنے والے شاگرد، اساتذہ الجامعۃ الاشرفیہ، عقیدت مند افراد، مریدانِ با مراد اور اہل قرابت پر غم کا جو پہاڑ ٹوٹا ہوگا ہر ایک کے قلبی صدمات، روحانی احساسات، غم انگیز جذبات کو اپنے غم کے آئینے میں میں بھی دیکھ سکتا ہوں ــــ یہ دور افتادہ فقیر اگرچہ ہزاروں میل کے فاصلے پر ہے مگر حضرت کے جنازے کے گرد و پیش کے سارے مناظر چشم تصور میں سامنے لگ رہے تھے۔ اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ؎

جنازہ ہو کے آگے ساتھیوں سے اپنے کہتا ہے
چلے آؤ میرے پیچھے تمہارا رہنما ہوں میں

حضرت کی رحلت نہ صرف حضرت کے صاحبزادگان و حضور عزیز ملت قبلہ اور حضرت کے عصائے پیری مولانا عبد الحق صاحب اور الجامعۃ الاشرفیہ کے لیے بلکہ پوری دنیائے سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے ــــ کہتے ہیں کہ ہر زخم کا مرہم ہوتا ہے اور ہر درد کا مداوا ہوتا ہے ــــ لیکن حضور شارح بخاری کی رحلت دنیائے سنیت کا وہ زخم ہے جس کا مرہم نہیں، وہ درد ہے جس کا

* جامعہ قادریہ لینز ساؤتھ افریقہ

مدادا نہیں ـــــ الجامعۃ الاشرفیہ کے زمانۂ طالب علمی میں حضرت کے زیر سایہ رہ کر ناچیز نے حضرت کو بہت قریب سے دیکھا ہے، ان کے سینے میں مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت سے لبریز وہ حساس اور دردمند دل تھا جو ہمیشہ دھڑکتا رہتا تھا ـــــ اہلسنت و جماعت کی خدمات سے جتنی محبت اور تڑپ میں نے حضرت کی ذات مبارکہ میں دیکھی، اتنی دنیا گھوما لیکن وہ چیز ڈھونڈے سے نہیں ملتی ـــــ حافظ ملت کے لگائے ہوئے چمن الجامعۃ الاشرفیہ اور حافظ ملت سے حضور شارح بخاری کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا، کئی بار حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر ان کو عجیب انداز حضوری کے ساتھ بار یاب زیارت ہوتے میں نے دیکھا ہے، اور یہی محبت تھی کہ الجامعۃ الاشرفیہ میں تشریف آوری کے بعد وہ الجامعۃ الاشرفیہ ہی کے ہو کر رہ گئے ـــ اور جب اس دار فانی سے جانے کا وقت آیا تو " جسے جس کے لیے جان اس پہ دیدی " کے مصداق الجامعۃ الاشرفیہ میں ہی نقد جاں نذر جاں آفریں کردی ـــــ افسوس کہ دنیائے سنیت کا وہ آفتاب ہمیشہ کے لیے ہم سے روپوش ہو گیا جس کا نعم البدل ہمیں اب نہ مل سکے گا۔

ایسے بھی ہیں کچھ لوگ کہ اٹھ جائیں چمن سے
تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکوگے

حضرت کے وصال کی خبر ملتے ہی ساؤتھ افریقہ کے تمام سنی علماء دا آرگنائزیشن کو ناچیز نے بذریعہ فون اطلاع کی ـــــ ساؤتھ افریقہ اور ہند و پاک کے جس عالم نے سنا دل تھام کے رہ گیا۔ جمعرات کا پورا دن اسی غم انگیز مصروفیت میں گذرا ـــ اپنے مدرسہ جامعہ رضویہ لینز میں ناچیز نے نہایت تزک و احتشام سے قرآن خوانی و ایصال ثواب کا اہتمام کیا، دوسرے روز جمعہ تھا، جمعہ کی تقریر میں ناچیز کا عنوان تقریر حضور شارح بخاری کی ذات گرامی اور ان کی خدمات تھیں، بعد نماز جمعہ ایصال ثواب کی محفل جامعہ رضویہ مسجد میں منعقد ہوئی ـــ پھر رات کو بعد نماز عشاء ذکر اللہ کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔

اس ملک ساؤتھ افریقہ میں جوہانسبرگ سے کیپ ٹاؤن تک ڈربن سے لیڈی اسمتھ تک، پریٹوریا سے لینز تک متعدد مقامات پر ایصال ثواب کی محفل سجائی گئی، خصوصیت سے جامعہ رضویہ لینز، رضا اکیڈمی ڈربن، دارالعلوم پریٹوریا، دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ، مدرسہ و مسجد حضرت سلطان باہو جوہانسبرگ، مدرسہ ہدایت الاسلام لینز میں حضرت شارح بخاری کے ایصال ثواب کی محفل منعقد کی گئی۔

ناچیز حضرت کے تمام صاحبزادگان، پسماندگان، ارباب خاندان مریدان و وابستگان، ارکان و اساتذۂ الجامعۃ الاشرفیہ کے ساتھ شرکت غم و اظہار تعزیت کرتا ہے ـــــ خصوصیت کے ساتھ استاذ گرامی حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مصباحی کو کہ آپ وہ خوش نصیب ہیں جنھیں حضور شارح بخاری نے اپنا روحانی فرزند اور " عصائے پیری " کہا۔ اور آپ نے ایک روحانی باپ کی ہی نہیں بلکہ ایک ولی، ایک درویش، اور ایک خدا رسیدہ مقدس بزرگ کی جی بھر کر خدمت کرلی۔ حق تعالیٰ آپ کے غم زدہ دل کو تسکین کی دولت عطا فرمائے ـــ اس نازک موقع پر اپنے قلب کو مضبوط رکھئے، اور اس غم جانکاہ پر صبر و ضبط سے کام لیجیے ـــ کیونکہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ہم سب کی نگاہیں پہلے بھی آپ کے اوپر لگی تھیں ـــ اب اور زیادہ لگی ہوں گی ـــ امید کہ حضرت کے مزار پاک کی تعمیر اچھے انداز سے ہوگی ـــ اور چہلم کے موقع پر عرس شریف کی بھی ابتدا کرنی چاہیے ـــ اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر پر رضوان و غفران کے پھول برسائے، اور جنت الفردوس میں حضرت کے مدارج روحانی کو شرح بخاری کی تجلیات سے روز افزوں چمکائے ـــ اور ہمیں اللہ اس قابل بنادے کہ ان کی باطنی توجہات کو اپنی جانب ہمیشہ مبذول رکھنے میں کامیاب رہیں ـــ

علم کا دریا، فقیہ اعظم ہندوستاں
بزم خاص و عام میں چاندی سے جو تولا گیا
انکسار و حسن خصلت میں انوکھی شان تھی
وہ شریف الحق کے پیارے نام سے مشہور تھا

از ڈاکٹر شکیل اعظمی *

زندہ باد اے مسلک احمد رضا کے ترجماں

اُٹھ گیا دہر سے وہ مفتیٔ دوراں افسوس
اب نہیں ہم میں وہ ملت کا نگہباں افسوس

محقق عصر، شارح بخاری، فقیہ اعظم حضرت الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات حسرت آیات نے دل و دماغ کو ماؤف کر رکھا ہے ان کی علمی عظمت وجلالت، فقہی بصیرت، غیر معمولی ذہانت وفطانت، دین حق کی پرجوش وپرخلوص نصرت وحمایت۔ باطل پرستوں کے جارحانہ حملوں کی بھرپور مدافعت شدت سے یاد آتی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ وہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اور جب یقین ہوتا ہے۔ تو ایک عجیب المناک صورت حال سامنے آتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ عظیم علمی خلا کیسے پُر ہوگا۔ ایسی ہمہ جہت عبقری شخصیت کہاں ملے گی۔ علمی مسائل کی گتھیاں اس خوش اسلوبی سے کون سلجھائے گا، اعتراضات کے تشفی بخش جوابات کون دے گا۔ جلال وجمال کا ایسا مظہر کہاں ملے گا۔ کاروان سنیت کی پاسبانی کون کرے گا۔

ابھی ہم الجامعۃ الاشرفیہ کی جانب سے ان کے جشن کی شاندار تیاریوں کا منصوبہ بنا ہی رہے تھے۔ اُن کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے خاکے مرتب ہی کر رہے تھے کہ وہ ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جُدا ہو گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کا غم میرا اپنا ذاتی غم بھی ہے۔ اور جماعتی وجامعاتی بھی۔

ذاتی غم تو اس طور پر کہ وہ میرے لیے بطور مربی وسرپرست تھے۔ جب بھی مجھے کوئی الجھن پیش آتی۔ تسلی دیتے اور الجھن دور فرماتے علمی اشکال ہوتا تو تشفی بخش جواب سے نوازتے۔ شفقت ومحبت کا برتاؤ فرماتے، دعائیں دیتے، اگر کسی علمی مسئلہ پر گفتگو ہوتی اور بر وقت کتاب موجود نہ ہوتی اور حوالوں کی ضرورت ہوتی تو اشرفیہ پہونچ کر اولین فرصت میں کتابوں کے حوالے ارسال فرماتے۔ کسی طرح کی تاخیر اور تساہلی وسستی نہ برتتے۔ یہ ان کی علمی فیض رسانی اور احساس ذمہ داری کا بین ثبوت تھا۔

جماعتی غم تو یہ ہے کہ۔

ناز تھا جس پہ جماعت کو وہ انساں نہ رہا
ہائے افسوس کہ وہ مفتیٔ ذی شاں نہ رہا

جو جماعت اہلسنت کا علمی وقار تھا۔ رشد وہدایت کا مینار تھا۔ علم وفن میں یکتائے روزگار تھا۔ اور دنیائے سنیت کا سرمایہ افتخار تھا۔ اس کی رحلت پر جماعت جس قدر بھی اظہار غم کرے کم ہے۔

اور جامعاتی غم اس طور پر کہ آپ نہ جانے کتنے دینی اداروں کے سرپرست تھے ان کے پیچیدہ مسائل حل فرماتے، ان کی ترقی وکامیابی کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے اب وہ سب ادارے ان کی سرپرستی و رہنمائی سے محروم ہو گئے، بالخصوص الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تو اپنے دارالافتاء تعلیمی۔ تعمیری اور تنظیمی امور میں ایک تجربہ کار مخلص رہنما کی سرپرستی ورہنمائی سے محروم ہو گیا۔ علمی سطوت وجلالت کا آفتاب غروب ہو گیا، اور جامعہ کے در ودیوار وشعبہ جات اس کی ظاہری ضیا باریوں سے محرومی پر نوحہ کناں ہو اٹھے۔

---

* رکن مجلس شوریٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

اس پورے المیہ اور ماتمی فضا میں تسکین کی ایک صورت یہ ہے کہ انھوں نے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے ایسا کثیر و عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا ہے. جس سے صبح قیامت تک اہل علم اکتساب فیض کرتے رہیں گے. میں نے ان کی حیات ظاہری میں یہ قطعہ بہ طور خراج عقیدت پیش کیا تھا.

تیرے علمی کارنامے بخشیں گے تجھ کو دوام
آب زریں سے لکھے گا کل مورخ تیرا نام
تو نے نسل نو کو بخشا ہے شعور علم و فن
ہے تری ذات گرامی لائق صد احترام

اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی گرانقدر شخصیت اور علمی کارناموں کو ہر خطیب ہر قلمکار اور ہر تاریخ نگار خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔ اخبار و جرائد مسلسل تعزیتی مضامین لکھ کر خصوصی شمارے نکال کر ان کی علمی شخصیت کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں اس طرح تاریخ کے صفحات پر ان کے علمی نقوش ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ ہو چکے ہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد ز عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

فقیہ عصر کے یوں تو سارے علمی کارنامے انتہائی اہم اور وقیع ہیں لیکن نزہت القاری شرح بخاری کے فیوض و برکات نے ان کو وہ مقام عظمت و افتخار عطا کر دیا۔ جس کی نظیر ماضی قریب اور حال میں ملنی مشکل ہے ـــــ میں نے اپنی مطبوعہ منقبت میں ایک شعر کہا تھا۔

شرح بخاری کے صدقے میں تجھ پہ خدا کے فضل و کرم سے
ہوگی نگاہِ رحمتِ عالم . نائب مفتی اعظم ہند

اور بلا شبہ یہ سب نگہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہی ہے جس کے باعث انھیں غیر معمولی شہرت۔ عزت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ نزہت القاری کے تعلق سے میں نے قطعہ لکھا تھا۔

نزہت القاری ہے تیرے فکر و فن کا آئینہ
حسن تفہیمات و اسلوب سخن کا آئینہ
اس میں تشریحات فرمان رسالت کے ہیں پھول
ہے یہ الفاظ و معانی کے چمن کا آئینہ

اور آج نزہت القاری کے فکر و فن کے نقش جمیل اور تشریحات فرمان رسالت کے شگفتہ پھول ارباب علم و خرد کے دیدہ و دل کے لیے سامان کیف و نشاط بنے ہوئے ہیں، اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک بنے رہیں گے۔

زندہ باد اے کاروانِ سنیت کے پاسباں
زندہ باد اے علمِ دینِ مصطفیٰ کے نکتہ داں
زندہ باد اے مسلک احمد رضا کے ترجماں
زندہ باد اے مفتیٔ اعظم کے فن کے راز داں

الجامعۃ الاشرفیہ کی جانب سے منعقد ہونے والے جشن شارح بخاری کے تعلق سے میں نے چند قطعات کہے تھے۔ افسوس کہ جشن کے انعقاد سے قبل ہی شارح بخاری علیہ الرحمہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

آسماں اُن کی لحد پر شبنم افشانی کرے

بہ طور یادگار و حصول برکت وہ قطعات ہدیۂ ناظرین ہیں،

یہ جشن. جشن عقیدت ہے، جشن الفت ہے
یہ جشن علم کی توقیر کی علامت ہے
زمانہ بھول نہ پائے کبھی بزرگوں کو
یہ جشنِ پاک اسی بات کی ضمانت ہے

گھوسی کی خاک کا وہ اک ذرہ
کل جو تارے کی طرح روشن تھا
دیکھو اک آفتاب بن کر آج
علم کے آسمان پر چمکا

تجھ کو اشرفیہ کی، اشرفیہ کو تیری احتیاج
کل نہ مستغنی تھا اُس سے اور نہ مستغنی ہے آج

باقی ص۱۸ پر

از مولانا زاہد علی سلامی *

اے فقیہ اعظم! آپ کی عزیمت و استقامت اور علمی عظمتوں کو سلام

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا
یعنی آغوش زمیں میں آسماں سو جائے گا

۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کی صبح کو کاشانہ سلامی سنبھل سے چل کر تقریباً ایک بجے دہلی حاجی جامع مسجد اردو مارکیٹ پہنچا تو سب سے پہلے محب محترم مولانا انوار احمد امجدی سے ملاقات ہوگئی۔ سلام دعا کے بعد مولانا موصوف نے بلا تاخیر فرمایا — "مفتی صاحب تو رخصت ہوگئے" — میں سفر کی تکان کی وجہ سے نہ معلوم کس موڈ میں تھا کسی خاص توجہ کے ساتھ ان کا یہ جملہ نہ سن سکا اور معاً عرض کیا — "کیا کہا آپ نے" — تو انھوں نے شاید میری عدم توجہی پر رحم کھاتے ہوئے ایک لمحہ سوچے بغیر ہی دل ہلا دینے والی یہ جانکاہ خبر سنائی کہ — "بھئی حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی کا آج صبح انتقال ہوگیا اور کل بعد نماز جمعہ ان کی تدفین ہے" — اتنا سننا تھا کہ بے اختیار دل سے ایک درد بھری "آہ" نکلی اور سینے کی جانب سے ایک نہ تھمنے والا سیلاب اشک فرقت اٹھا اور نہ معلوم کیوں آنکھوں ہی آنکھوں میں تھم کر رہ گیا میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے مولانا موصوف کا سراپا دیکھتا رہ گیا جو خود بھی غم واندوہ کی تصویر بنے کھڑے تھے۔ کچھ دیر کے لیے تو میں بالکل گم سم سا ہو کر رہ گیا۔ ذہن کے سارے تار و پود بکھر گئے۔ کلیجہ پھٹ گیا دماغ کا شیرازہ بکھر گیا — سچ تو یہ ہے کہ میں ابھی ٹھیک سے کھڑا بھی نہ ہو پایا تھا کہ یکایک جسم کی ساری توانائی سلب ہونے لگی شدت احساس سے کھڑا نہ رہ سکا تو زمین پر ڈھیر ہوگیا۔ وقت کے لمحوں کی رفتار کے ساتھ ساتھ احساس و شعور کی شہ رگ میں اور کساؤ پیدا ہونے لگا۔ جذبات کی سطح پر ایک ہنگامہ تھا جو بار بار مچل رہا تھا۔ ایک مقناطیسی طاقت تھی جو مجھے لمحہ بہ لمحہ تبدیل کرتی چلی جا رہی تھی گویا تصورات کا ایک نشتر تھا جو کلیجے کو پار کرتا چلا جا رہا تھا۔ کچھ دیر تک بہت کچھ سوچتا رہا۔ قوت حافظہ سب کچھ بھلا کر صرف ایک تصور میں سمٹ کر رہ گئی۔ بلکہ میرا پورا وجود ہی ذہن کے محدود دائرے میں سمٹ کر رہ گیا — اب میری نظر تصور کے سامنے صرف اور صرف ایک نقشہ تھا — حسن و کشش کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایک نحیف الجثہ مرد فقیہ کا بارعب چہرہ میری نگاہوں میں گھوم رہا تھا۔ نور برساتی ہوئی سفید ڈاڑھی پر رحمت کے جلوے نظر آرہے تھے۔ چمکتی ہوئی جبین نیاز پر ہمت و استقلال اور صبر و رضا کا سورج اگتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ حقیقت شناس آنکھوں کا عجز و نیاز کی دولتیں لٹاتا ہوا منظر سامنے تھا — ایک ایسا سراپا جس پر خلاق کائنات کی بیشمار مخلوق رشک کرے — گورا رنگ میانہ قد (مائل بہ لمبائی) بھرا بھرا بدن، کشادہ پیشانی، پتلے ہونٹ صاف شفاف چمکتے دانت، عمدہ اور نفیس چشمہ، لباس میں وہ سادگی جس سے عالمانہ وقار پھوٹ پھوٹ کر برسے، ٹخنوں سے اونچے مغلیہ پائجامے پر گھٹنوں سے نیچا کرتا عام حالات میں اس پر درمیانہ قسم کی صدری اور خاص مواقع پر جبہ اور عمامہ شریف زیب سر زینت تصور بن رہا تھا کاندھے پر رومال اور ہاتھ میں سنبھلی عصا عالمانہ وقار کو اور دو چند کرتا ہوا نظر آرہا تھا۔ نشست کا ایک مخصوص انداز، انداز گفتگو میں علمی جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ تفکر آمیز نرمی

---

* استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

لبوں پر تبسم کی شفقتانہ کرنیں ـــــ تصورات کی یہ ایک مستقل کائنات تھی جس میں داخل ہوکر نکلنا شاید میں بھول ہی گیا تھا۔ پھر نکلتا بھی کیوں؟

ان کا خیال ان کا تصور لیے ہوئے
بیٹھا ہوں کائنات کی دولت لیے ہوئے

حضور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ کی ذات گرامی کسی حلقہ میں محتاج تعارف نہیں۔ بلاشبہ آپ کا شمار ان نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جن کے نقوش پا آنے والی قوم و نسل کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔ جو اپنے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف قوم و ملت کی ہدایت لیے جیتے ہیں۔ جن کے بارے میں بزرگوں کا ارشاد ہے کہ یہ حضرات دیندار ہی نہیں بلکہ چلتا پھرتا دین ہیں جنھیں دیکھ کر اور جن کی اتباع کرکے لوگ دیندار بنتے ہیں۔

حضور فقیہ اعظم ہند یقیناً صحیح معنوں میں عارف باللہ اور ولی اللہ تھے ـــــ جدھر نکلے لوگوں کے ایمان و عقیدے کی خشک کھیتوں پر ابر حیات بن کر برسے۔ جدھر چمکے بدمذہبیت و بدعقیدگی کی ظلمتوں میں رشد و ہدایت کے آفتاب بن کر طلوع ہوئے ـــــ اللہ اللہ جہاں ورود مسعود ہوتا وہاں عجیب روحانیت و نورانیت کا سماں بن جاتا جس بزم میں پہنچتے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں فضاؤں میں نغمگی بکھیرنے لگتیں۔ حقائق و معارف کی جلوہ آرائیاں طالبان عشق و معرفت کو اپنے دامن میں لینے لگتیں۔ بس پہنچنے کی دیر ہوتی کہ چشمہ ولایت سے تشنگان معرفت و ہدایت اپنی اپنی پیاس بجھانے لگتے۔ اہل علم و حکمت اپنی اپنی تشنگی کو سیرابی میں تبدیل کرتے نظر آتے ـــــ دنیا نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ شریعت و طریقت کا یہ بحر ذخار جب جب رواں دواں ہوا تو نہ جانے کتنے گلشن علم و معرفت سرسبز و شاداب ہوئے۔ علم و فضل اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب جب جب بے نقاب ہوا تو نہ جانے کتنے نجوم و کواکب میں ہدایت و عمل کی جھلملاہٹ اور تابندگی آئی۔ ہزار جاہ و جلال

کے باوجود گفتار میں ایسی نرمی اور مٹھاس گویا ہونٹوں سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ جبیں پر وہ رعب و دبدبہ کہ جسے دیکھ کر بڑے سے بڑا تھرا جائے۔ مجلس سے روزانہ فیضیاب ہونے والا بھی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ایک بار ضرور کانپ جاتا۔ لگتا تھا اشرفیہ کی فضا میں تعلیمی و تعمیری سرگرمیوں میں عزم و ہمت کی روح پھونکنے کے لیے آپ کا وجود ایک خاموش تحریک کا کام انجام دے رہا ہو۔ علوم متداولہ پر کامل دسترس اور تفقہ کی عظمتوں کا یہ عالم کہ آپ کے ہمہ گیر تبحر علمی و فقہی پر اتفاق کرنے کے لیے عرب و عجم کی وسعتیں سمٹ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئیں۔ نجدیت و وہابیت کی مطلق العنان سرگرمیاں آپ کی صداقت و حقانیت کے سامنے سرنگوں ہوکر رہ گئیں۔ آپ کی ذات کشور علم و فن کی وہ تاجدار تھی جس کے دبدبے و تمکنت کے سامنے بڑی سے بڑی علم و فن کی انجمنیں دست بستہ کھڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اپنے دور کے بڑے بڑے فقیہ و محدث بڑے بڑے مفتی و مفسر بڑے بڑے مفکر و مدبر جس کے حضور سر بہ زانو ہوتے نظر آتے ہیں۔ جن لوگوں نے لاکھوں انسانوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے وہ بھی اس پر جان چھڑکتے اور نثار ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ بڑے بڑے لسان اس کے سامنے گنگ اور بڑے بڑے دانشور اس کے سامنے دم بخود نظر آتے ہیں۔

حسن تدبّر اور آپ کے طائر فکر کی پرواز کا یہ عالم کہ ثریا و پروین سے آگے گزر جاتی۔ بڑے سے بڑے نازک اور سنگین حالات میں آپ ایسی تدابیر استعمال فرماتے کہ اشاروں ہی اشاروں میں حوادث کے طوفان کا رخ پھر جاتا۔ مخالفین کے ہجوم میں مصائب کے منجدھار میں تیر و نشتر کی یورش میں نکتہ چینی اور الزام تراشی کے ہنگاموں میں ناشائستہ اعتراضات کا سامنا کرتے ہوئے، ناسازگار حالات کا بوجھ اٹھاتے ہوئے ہر حال میں سنجیدگی کا ایک بالیدہ تاثر آپ کے چہرے پر دیکھا جا سکتا تھا۔ تلخئ ایام کے کتنے زہریلے گھونٹ تھے جنھیں آپ کے قلب میں پناہ ملتی تھی ـــــ میرا خود بارہا کا تجربہ ہے کہ کبھی کسی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ معاملہ میں اگر برانگیختہ کیا تو پُرسکون و

مطمئن ہوکر واپس ہوا، رنجور گیا تو بشاش لوٹا۔ عزیمت، استقامت اور صلابت دینی میں اگر آپ کا کوئی ثانی تھا تو آپ خود ہی اس کا مصداق تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اسوۂ نبوی میں ڈھال کر دین مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت فرمائی۔ تقریر، تحریر سے تدریس سے مناظروں سے پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل فرماتے رہے۔ آپ کا پورا صحیفہ زندگی اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت دین کے سلسلے میں ایسا کوئی میدان نہیں جہاں آپ نے اسلام دشمن طاقتوں اور مذہب مخالف فکروں کو اپنے پاؤں تلے نہ روندا ہو ـــــ خواہ وہ ایوان حکومت ہو یا میدان سیاست، مسئلہ تہذیب و تمدن ہو یا علم و حکمت، منطق ہو یا فلسفہ شعر و شاعری ہو یا علم ہیئت و نجوم، فن و ادب ہو یا درس و تدریس، مناظرہ و مکالمہ ہو یا جلسہ و جلوس تنظیم و تحریک ہو یا تعمیر و تقریر، ایثار و قربانی ہو یا نشر و اشاعت ـــــ میں کہتا ہوں کہ اسلام و سنیت کے حوالے سے وہ کون سا ایسا گوشہ ہے جس پر حضور فقیہ اعظم ہند کی نظر نہ گئی ہو اور جس کے لیے پسینے کی پہلی بوند سے لے کر خون جگر کا آخری قطرہ نہ بہایا ہو۔

الغرض! حضور فقیہ اعظم ہند کی ہر ہر ادا اخلاق نبوی کی صحیح تصویر تھی۔ آپ کے اخلاق و کردار میں سورج کی سی تابناکی تھی، آپ کی طبیعت میں ہمدردی اور ایثار کا جذبہ وافر تھا۔ آپ کی نگاہوں میں جلال خداوندی سمایا ہوا تھا۔ محبت الٰہی اور عشق رسالت کی سرشاریوں نے آپ کے اندر بے مثال استقامت پیدا کر دی تھی ـــــ آپ بار بار جسمانی اور ذہنی آزمائش کی بھٹیوں میں جھونکے گئے مگر ہر دفعہ کندن بن کر ہی نکلے۔ طرح طرح کی مخالف فضاؤں نے آپ کا استقبال کیا مگر جبین مقدس پر کسی وقت بھی ایک شکن تک پیدا نہ ہوسکی۔ طرح طرح کی اسلام دشمن مکروہ جھنکار نے آپ کی ہمت و عزیمت کو للکارا لیکن آہنی ارادوں میں تزلزل کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی نہ دکھائی دی اشاعت اسلام اور حمایت سنیت کے سلسلے میں بھوک اور پیاس کی جان لیوا اذیتوں نے آپ پر یلغار کی مگر آپ کی ہمت کبھی نہ ڈگمگائی۔

اے فقیہ اعظم ہند! ـــــ آپ کی بے مثال استقامت کو سلام ـــــ آپ کی اعلیٰ ہمتی کو سلام ـــــ آپ کی بلند اخلاقی کو سلام ـــــ آپ کی وسعت ظرفی کو سلام ـــــ آپ کی حق گوئی کو سلام ـــــ آپ کی شان استغنا کو سلام ـــــ آپ کی علمی عظمتوں کو سلام ـــــ آپ کی فقہی جلالتوں کو سلام ـــــ آپ کی فکری رفعتوں کو سلام ـــــ آپ کی بے پایاں قوت ارادی کو سلام ـــــ آپ کی تواضع و خاکساری کو سلام ـــــ آپ کی خرد نوازی کو سلام ـــــ آپ کی ہر ہر ادا کو سلام ـــــ سلام ـــــ سلام

لکھتے لکھتے اب میں ایک ایسے موڑ پر آگیا ہوں جہاں قلم جذبات کا کبھی ساتھ نہیں دے سکتا۔ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل افسردہ، نہ تاب فکر ہے اور نہ ہی حوصلہ تحریر ـــــ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کے ان اشعار کو عالم اسلام کی اس عظیم دینی و ملی شخصیت کی بارگاہ میں نذر کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دلنواز
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز
عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں، گرمیٔ محفل ہے وہ ●

(بقیہ صفحہ ۹ کا)

پروردگار عالم غریق رحمت فرمائے اور قبر اطہر پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے۔ آمین۔

ارکان اشرفیہ و پسماندگان کے غم میں ہمارا ادارہ برابر کا شریک ہے۔

فقط والسلام

محمد شمیم بقائی

۱۷ مئی ۲۰۰۰ء ●

از مولانا بدر عالم مصباحی٭

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ کی صبح کیا نمودار ہوئی کہ شہرستان علم و فضل جامعہ اشرفیہ کی فضائے بسیط میں اندھیرا چھا گیا۔ فقہ اسلامی کا وہ نیر تاباں جو عالم اسلام پر شریعت و طریقت کی کرنیں بکھیر رہا تھا، اچانک نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔

افسوس! ایثار و وفا کا پیکر، غنائے عثمانی اور فقر حیدری کا خوگر، مذہب اسلام کا سچا علمبردار، اہل سنت و جماعت کا بے باک ترجمان ناموس الوہیت و رسالت پر اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ ہر محاذ پر ڈٹ جانے والا مرد قلندر، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے لیے سینہ سپر رہنے والا مرد مجاہد، علم القرآن والحدیث کا نابغۂ روزگار، فقہ و اصول فقہ کا عبقری تاجدار، جدل و مناظرہ کا ماہر شہسوار، فکر رازی و غزالی کا رازدار، مسلک اعلیٰ حضرت کا بے لوث مبلغ، افکار رضا کا ناشر و محافظ، مفتی اعظم ہند کا محب و جاں نثار، صدر الشریعہ کی شان افتاء کا امین، اسیر حافظ ملت اور گلستان اشرفیہ کا وقار ـــــ آہ! ہم سے رخصت ہو گیا ـــــ

وہ بقول تاجدار مارہرہ حضور احسن العلماء وقت کے امام ابو یوسف یا امام محمد تھے جن کی ہستی فقہ و افتاء، شریعت و تقویٰ، زہد و ورع سے عبارت تھی۔ وہ علم و دانش، فضل و کمال کی چلتی پھرتی تصویر تھے، صحابہ کرام بزرگان دین، حضور سیدنا غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت سے تو ان کا عشق دیوانگی کی حد تک تھا اور بڑے فخر سے خود یہ مصرع بھی پڑھتے تھے۔

سگ ہوں میں شریف رضوی غوث و رضا کا

ابھی حال ہی میں بہرائچ کے عظیم الشان اجلاس جشن شارح بخاری میں حسان الہند حضرت بیکل اتساہی نے حضرت فقیہ اعظم ہند کی شان میں ایک منقبت پڑھی، حضرت فقیہ اعظم ہند بھی رونق اجلاس تھے۔ منقبت کے بہت سارے اشعار پڑھے گئے لیکن حضرت حسان الہند نے جب یہ شعر پڑھا کہ

یہ جشن ہے شارح بخاری کا
غوث اعظم کے ایک بھکاری کا

حضرت فقیہ اعظم ہند سنتے ہی جوش مسرت سے پھڑک اٹھے اور بار بار اسی شعر کو پڑھنے کی فرمائش کرتے رہے اور فرمایا کہ بیکل صاحب کا یہ شعر پورے جشن پر بھاری ہے۔

ان کے سینے میں ایک حساس اور حد درجہ حساس دل تھا، دینی و ملی حمیت اور غیرت ایمانی ان کی فطرت ثانیہ تھی، مذہب و مسلک کے خلاف کچھ سن لیتے کچھ پڑھ لیتے تو بے چین ہو جاتے، وفور جذبات سے لبریز بے قرار دل کے اثرات نمناک و اشکبار آنکھوں سے چھلکنے لگتے۔ اسلام اور مسلمانوں پر آنے والی معمولی مصیبت پر بھی ان کی کرب انگیز آہیں بلند ہو جاتیں اور لوگوں کو بھی بے تاب کر دیتیں۔ پھر دفاع کے لیے وہ ہر طرح تیار ہو جاتے دیکھتے ہی دیکھتے عوام و خواص میں صدائے احتجاج کا ماحول تیار کر کے باطل اور اہل باطل کے لیے شعلہ جوالہ بن کر بھڑک اٹھتے۔ ہائے وہ درد بھری آواز اور سحر انگیز صدائے احتجاج جو انجام سے بے پروا ہو کر مذہب و ملت کی حفاظت کے لیے ہر اہم موڑ پر بلند ہو جایا کرتی تھی اب کہاں سے بلند ہو گی۔ قرطاس و قلم ان کا ہتھیار تھے جس کے ذریعہ وہ باطل و فاسد خیالات و نظریات کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے

٭ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

یہ ہیہات! آج قرطاس و قلم بھی ان کے فراق میں گریہ کناں ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف، اپنوں اور بیگانوں کسی سے بھی کبھی بھی سمجھوتہ کے لیے تیار نہ ہوتے ـــــ بارہا فرماتے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات و تحقیقات اور ان کا ممتاز عشق رسول جوں جوں میں سمجھتا گیا ان کی محبت میرے قلب و سینے میں گھر کرتی گئی ـــــ اعلیٰ حضرت کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ جب کبھی فاضل بریلوی دیکھتے تو بگڑ جاتے اور فرماتے فاضل بریلوی میں کیا فضیلت ہے؟ ـــــ میرے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نہیں، فاضل ہند نہیں بلکہ فاضل عالم تھے ـــــ حضور شارح بخاری اعلیٰ حضرت کا نام لیتے تو فاضل بریلوی کبھی نہ کہتے۔ بلکہ بالتزام مجدد اعظم، آیت من آیات رب العالمین، معجزة من معجزات سید المرسلین جیسے عظیم القاب سے اپنی سعادت مندی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی حقیقت کا اظہار فرماتے ـــــ

حضرت فقیہ اعظم ہند کے اردگرد رہنے والوں، ان کی تقریریں ان کی تحریریں سننے پڑھنے والوں پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اعلیٰ حضرت کی محبت حضور فقیہ اعظم ہند کے قلب و سینے ہی میں نہیں رگ و ریشہ سے بھی محبت کی شعاعیں پھوٹتی نظر آتی تھیں ـــ یوں کہئے کہ محبت عشق و دیوانگی کی حدیں پھلانگ چکی تھی ـــ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک حرف بھی سننے کے لیے تیار نہ تھے اگر سن لیتے تو جلال و غضب سے بے قابو ہو جاتے۔ پھر تو ان کی زبان و قلم یوں حرکت میں آتے کہ بڑے بڑے دشمنان اعلیٰ حضرت کے سورماؤں کے عرصہ حیات تنگ نظر آنے لگتے ـــ

ماضی بعید سے قطع نظر صرف ماضی قریب کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ لیں تو بالکل عیاں ہے کہ دشمنان اعلیٰ حضرت کا قلع قمع کرنے کے لیے جس علمی آن و شان کے ساتھ حضرت شارح بخاری میدان میں اترتے ـــــ ہند و پاک کے علماء و فضلاء کی تحریروں اور تقریروں سے جس کا جی چاہے موازنہ کر کے دیکھ لے حضرت شارح بخاری کا اس میدان میں بھی کوئی ہمسر نظر نہیں آتا۔

ـــ آپ صرف میدان میں اترتے ہی نہ تھے بلکہ مخالفین و معاندین کو ان کی قبروں تک پہنچا کر ہی دم لیتے گویا عداوت و مخالفت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر ہی انھیں قرار و سکون ملتا۔

مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ کی محبت بھی کچھ ایسی ہی وارفتگی اور شیفتگی کی حد تک تھی، جامعہ کے خلاف کسی طالب علم سے یا کسی اجنبی سے کچھ سن لیتے تو برداشت نہ کرتے اور فرماتے کہ جامعہ اشرفیہ اس وقت اہل سنت کی آبرو ہے، جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی میں اگر فرق آیا تو اہل سنت و جماعت کے لوگ بے سہارا ہو جائیں گے اس لیے کہ آج پوری دنیائے اہل سنّت کو خطبا و واعظین، مدرسین و معلمین، مفکرین و مدبرین، مناظرین و مفتیان اسلام کی اگر ضرورت پڑتی ہے تو معتد بہ ضرورت جامعہ اشرفیہ ہی پوری کرتا ہے۔

ایک بار میں نے حاضر خدمت ہو کر بیان کیا کہ ایک شخص جامعہ اشرفیہ کی تضحیک کرتے ہوئے اور مذاق اڑاتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا غضب ناک ہو کر برجستہ کرخت لہجے میں فرماتے ہیں کہ آپ آئے ہیں بیان کرنے ـــــ اس کو آپ نے مارا کیوں نہیں؟ ـــــ مولانا! میں ہوتا تو اس کو مارے بغیر ہرگز نہ چھوڑتا ـــــ اس سے ان کی والہانہ محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ـــــ ہائے افسوس! گوناگوں خوبیوں کا مالک اور عظیم محسن ہم سے رخصت ہو گیا ـــــ

"سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے"

جانے والے تجھ میں اتنی ڈھیر ساری خوبیاں کیسے اکٹھا ہو گئیں، ایک ذات ہے جس نے درسگاہوں اور دانشگاہوں کے لیے ماہر اساتذہ و مدرسین کی ٹیم بھی تیار کی، مسلمانان عالم میں عقیدہ و عمل کی جوت جگانے کے لیے خطبا و واعظین کا نورانی قافلہ بھی تیار کیا۔ اہل باطل سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر شیروں کی طرح گرجنے والی فوج کے لیے جدل و مناظرہ کی کتابیں لکھ کر ہتھیار ڈالنے کا بھی کام کیا۔ عشق رسول سے سرشار ہو کر خدمت حدیث کا وہ مثالی کارنامہ پیش کیا جو عالم اسلام کے لیے عموماً اور اسلامیان ہند کے لیے خصوصاً سرمایہ افتخار ہے۔ سیرت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور تاریخ کا ایک ایسا تحفہ بھی قوم کو عطا

باقی ص۳۸ پر

از کمال الدین *

اپنے محسن کی بارگاہ میں طلبائے اشرفیہ کا خراجِ عقیدت

فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری حضور مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ والرضوان بیسویں صدی عیسوی کے مایہ ناز عالم دین، مفکر محدث، مصنف، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین، عارف باللہ اور فنافی الرسول تھے۔

حضور شارح بخاری کی رحلت ایک سانحہ عظیم ہے یہ حادثہ ہم سب کے لیے کوہ الم ہے، آپ کے وصال سے عالم اہلسنت میں ایک خلا ہو گیا ہے۔ اس عہد قحط الرجال میں اس خلا کا پر ہونا بڑا مشکل ہے۔ آپ کے داغ مفارقت سے جامعہ اشرفیہ کے اراکین، اساتذہ اور خصوصاً طلبار کو جو افسوس اور صدمہ پہنچا ہے اس کی تعبیر الفاظ کے ذریعے نہیں کی جاسکتی اور اس صدمے کو پوری زندگی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جس دن بعد نماز فجر فقیہ اعظم کا وصال ہوا اس وقت اشرفیہ کے سب ہی طلبار ششماہی امتحان کی تیاری میں مصروف تھے راقم الحروف بھی اس وقت فن منطق کی مشہور کتاب حمد اللہ کے مطالعہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار کے عقبی حصے میں منہمک تھا اتنے میں مزار شریف سے جو پڑھنے کی آواز گونج رہی تھی اچانک رک گئی اندر آکر دیکھا تو سب ہی لڑکے اپنی اپنی کتابیں چھوڑ کر شارح بخاری کی قیام گاہ کی جانب برق رفتاری سے دوڑ رہے تھے ایک قریبی ساتھی کو زبردستی رکوا کر سبب پوچھا تو انھوں نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے بتلایا کہ شارح بخاری اپنے مالک حقیقی سے جاملے یہ خبر بجلی بن کر دل پر گری اور دم میں بے حال ہو گیا، پاؤں سے زمین کھسکنے لگی اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے مثل بارش کے گرنے لگے ایسا لگا کہ آج ہم سے ایک نعمت عظمیٰ چھین لی گئی اور ہم سب یتیم ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا پھر بھی صبر کے دامن کو تھامے ہوئے حضرت فقیہ اعظم کی قیامگاہ پہنچا تو وہاں کا عجیب وغریب منظر دیکھ کر بے چینی اور بڑھ گئی طلبائے اشرفیہ کا جم غفیر تھا۔ سب کی آنکھیں اشکبار تھیں اور کتنے ہی طلبہ دہاڑیں مار مار کر رو رہے تھے ایسا لگتا تھا کہ ان کے اوپر مصیبت کا کوئی عظیم پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو شوق دید میں اسی بھیڑ اور دھکم دھکا میں جب اندر پہنچا اور جوں ہی فقیہ اعظم کے چہرہ مبارک پر پہلی نظر پڑی تو ایسا لگا کہ حضرت ابھی ابھی مسکراتے ہوئے سو گئے ہیں اور ان کے مبارک چہرے سے نورانی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں ایسے ہی اللہ والوں کے لیے ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے۔

نشان مرد مومن با تو گویم

چوں موت آید تبسم برلب اوست

جب باہر نکل کر دیکھا تو اشرفیہ کے گراؤنڈ میں آپ کے عقیدتمندوں کا امنڈتا ہوا سیلاب نظر آیا طلبائے اشرفیہ کے اندر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی اور سبھی جگہ جگہ حلقہ بنا کر حضرت فقیہ اعظم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے اور اپنے اپنے غم اور صدمے کا اظہار کر رہے تھے کوئی طالب علم ایسا نہیں ملا جس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نہ جھلملا رہے ہوں اور بے چینی وافسردگی کی کیفیت نہ طاری ہو اشرفیہ کے در و دیوار رو رہے تھے اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا جامعہ کی چہار دیواری کے اندر ایک ایسا منظر تھا جس کو

* متعلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

نگاہوں نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ کو طلبار سے کافی انسیت و محبت تھی، الفت و محبت کا عالم یہ تھا کہ ہر طالب علم یہی محسوس کرتا کہ حضور شارح بخاری کو سب سے زیادہ مجھ سے محبت ہے، بعض اساتذہ صرف ذہین، محنتی اور کامیاب شاگردوں پر شفیق ہوتے ہیں لیکن حضور شارح بخاری کی خصوصیت یہ تھی کہ بدھو سے بدھو اور بیگانہ سے بیگانہ طالب علم آپ کو اتنا ہی عزیز ہوتا جتنا کہ ذہین سے ذہین، قابل سے قابل اور قریب سے قریب طالب علم ہوتا آپ کی زندگی کا ایک نمایاں جوہر اپنے تلامذہ کی پرسوز تربیت اور ان کی شخصیتوں کی تعمیر تھی آپ اپنے کو روحانی باپ کی حیثیت سے ان فرائض کو انجام دیتے تھے، آپ طلبا کے اندر وہ تمام خوبیاں پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے جو کہ آپ کی ذات کے اندر پائی جاتی تھیں آپ تعلیم کے معاملے میں اتنے سخت تھے کہ اگر کوئی طالب علم اوقات تعلیم میں اِدھر اُدھر گردش کرتا ہوا نظر آتا تو آپ اس پر شیر کی طرح گرجتے اور برس پڑتے آپ اگر کسی طالب علم سے خفا ہوتے تو اپنے مفاد کے لیے نہیں بلکہ اس کی شخصیت کو پروان چڑھانے کے لیے اور مستقبل میں قوم کے بہترین رہنما کی تعمیر کے لیے اگر کوئی طالب علم تضیع اوقات کرتا یا شرع کے خلاف کوئی کام کرتا تو اس پر آپ اظہار ناراضگی فرماتے اور کہتے کہ ایسے طالب علم کی ہمارے جامعہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے آپ جہاں طلبہ پر سختی کرتے وہیں آپ بہت رحم دل بھی تھے اگر کسی طالب علم کو نادار جانتے تو اس کی مالی امداد فرماتے اور اپنی تنخواہ سے بہت سارے طالب علموں کو مصارف کے لیے ماہانہ بھی دیتے تھے علاوہ ازیں مصیبت زدہ طلبار کی وقتی مشکلات میں زیادہ سے زیادہ اعانت کرتے تھے آپ اپنے کو تکلیف میں رکھ کر طلبار کو آرام میں رکھنا پسند کرتے تھے اور طلبار کی آسائش کے لیے مختلف قسم کے سامان مہیا فرماتے طلبار کے اندر مختلف واقعات بیان کرکے ان کے اندر محنت کا جذبہ اور شوق پیدا کرتے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اشرفیہ کے عزیزی ہال میں طلبار کو نصیحت کے درمیان آپ نے فرمایا "میرے زمانہ" طالب علمی اور محنت کے بارے میں نہ پوچھو اس زمانے میں بجلی کا اتنا انتظام نہ تھا چراغ جلاکر مطالعہ کیا کرتے تھے میں اور میرا ایک ساتھی دونوں کی کوشش یہ رہتی تھی کہ پہلے وہ سوئیں اور اخیر میں میں چراغ گل کروں مگر اسی بیچ مؤذن صبح کی اذان پکار دیتا اور دونوں ہی ناکام رہتے اس طرح آپ کی نصیحت کا انداز بھی نرالا تھا۔

ایک دفعہ آپ مارہرہ شریف تشریف لے گئے اور آپ کی طبیعت بھی علیل چل رہی تھی اتنے میں آپ کے بعض معاندین نے بذریعہ فون اشرفیہ میں یہ افواہ پھیلا دیا کہ شارح بخاری کا وصال ہوگیا۔ یکایک طلبار و اراکین کے اندر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی متعدد مقامات پر فون کرکے حقیقت حال کا انکشاف ہوا آپ جب سفر سے واپس ہوئے اور آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے تمام طلبار کو عزیزی ہال میں جمع کرکے خطاب کیا اور آپ نے فرمایا کہ "شریف الحق ابھی نہیں مرے گا جب زیارت حرمین شریفین کے لیے گیا تھا تو وہاں میں نے دو ہی دعا کی تھی ایک تو اشرفیہ کی ترقی و کامیابی کے لیے اور دوسری نزہۃ القاری کی تکمیل کیلئے میری دعا یہ تھی کہ یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ نزہۃ القاری مکمل نہ ہو جائے مجھے یقین ہے کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے۔

آج ہمیں ان کا ارشاد گرامی رہ رہ کر یاد آتا ہے کہ بلاشبہ حضرت فقیہ اعظم ہند کی دعا قبول ہو چکی تھی دونوں دعاؤں کی مقبولیت ایک پیکر حقیقت بن کر ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ جامعہ کی حیرت انگیز تعمیر و ترقی اور تکمیل نزہۃ القاری شرح بخاری۔

ہم تمام طلبائے اشرفیہ کی جانب سے اپنے محسن و مربی حضور فقیہ اعظم ہند کی مقدس بارگاہ میں اپنی عقیدت مندیوں کے کچھ پھول لے کر حاضر ہیں ــــ اور بارگاہ ایزدی میں ہم تمام طلبار اشرفیہ کی دعا ہے اے اللہ ہمارے آقائے نعمت کی قبر پر انوار کو رحمت و نور سے بھر دے اور ان کے فیوض و برکات کے امنڈتے ہوئے سیلاب سے ہماری کشت زار حیات کو سیراب کردے ــــ آمین۔

اکابر اہلسنّت کے چند خطوط بنام فقیہ اعظم ہند

محترم و مکرم حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب مدظلہ العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج شریف

معارف شارح بخاری تحقیقات منصفانہ جائزہ اور حضرت کی دیگر تصانیف موصول ہوئیں، عزیزم محمد اسلم رضا قادری صاحب نے کراچی سے ٹیلیفون کرکے بتایا کہ آپ نے اس فقیر کو سند اجازت عنایت کی ہے جس کی درخواست راقم نے کی تھی، آپ کی ان نوازشات کا تہِ دل سے شکرگزار ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج عالیہ میں مزید ترقی عطا فرمائے حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب مدظلہ العالی اور مولانا محمد منشا تابش صاحب کے نام کی کتابیں انہیں پیش کردی ہیں، وہ بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ع کرم کردی الٰہی زندہ باشی۔

معارف شارح بخاری کا جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا، نظم ونثر، اردو، عربی، فارسی، انگریزی، ہندی، گجراتی زبانوں میں مقالات اور منظومات کا اتنا بڑا ذخیرہ، اتنے مختصر عرصے میں اور وہ بھی حضرت ممدوح کی موجودگی میں اگر کرامت نہیں ہے تو کرامت کسے کہتے ہیں؟ اہل سنت وجماعت کے بڑے بڑے اکابر عظیم الشان ایمانی، علمی اور روحانی کارنامے انجام دے کر دارفانی سے رحلت فرما گئے، مگر ہمیں توفیق نہ ہوئی کہ ان کے کارنامے صفحات تاریخ میں محفوظ کرتے اور خلق خدا کو ان سے متعارف کراتے۔ یہ بیداری۔ سبحان اللہ! یہ فعالیت۔ الحمدللہ! یہ قدردانی۔ ماشاء اللہ! مجھے کہنے دیجئے کہ یہ بھی آپ کی خداداد کرامت ہے کہ آپ نے پورے ہندوستان کے اہل سنت کو ولولۂ تازہ عطا کردیا ہے، اور جلالۃ العلم و العرفان حضرت حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے سنیوں کو دیئے ہوئے کرنٹ کو دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ کردیا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ فکر، یہ شعور اور یہ سرگرمی برقرار رہے، قلم کی یہ جولانیاں سلامت رہیں اور جن مختلف گوشوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے ان پر کام کیا جائے، اگرچہ قرطاس وقلم کی اہمیت پر توجہ دینے میں بہت دیر ہوگئی ہے، تاہم یہ توم بقول حافظ شیرازی ؎

آنجا کہ زاہداں بہ ہزار اربعیں رسند
مستِ شراب عشق بیک آہ می رسد

اور بقول اقبال:

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اس کار عظیم میں حصہ لینے والے تمام احباب ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں، خصوصاً علامہ محمد احمد مصباحی، علامہ یٰسین اختر مصباحی علامہ عبدالحق رضوی اور علامہ مبارک حسین مصباحی دامت برکاتہم العالیہ ولازالت مصابیحہم مشرقۃ متلالئۃ۔ علامہ یٰسین اختر مصباحی کا مقدمہ بڑا زوردار اور معلومات افزا ہے:

یہ گیارہ سو صفحات پر مشتمل آپ کی حیات وخدمات پر دائرۃ المعارف ہے جو آنے والے قلم کاروں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور صدقہ حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو ترتیب فتاویٰ اور تکمیل اشرف السیر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے کثیر التعداد جانشین پیدا فرمائے۔

سربراہ جامعہ اور اساتذہ کرام کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ

والسلام
محمد عبدالحکیم شرف قادری

شارح بخاری کی خدمت میں چند تحائف

۸۸۶/۹۲

فقیہ اعظم حضرت مفتی صاحب قبلہ ، زید کرمکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

جناب شیخ اسماعیل جانی صاحب بعد حج حرم نبوی شریف میں ملے اور پہلا سوال ان کا تھا حضرت مفتی شریف الحق صاحب آئے ہیں میں نے جواب دیا ابھی تو نہیں مگر جلد ہی ان کی حاضری ہوگی۔ اب عمرہ کے ویزوں میں سہولتیں ہوگئی ہیں، رمضان المبارک میں جو لوگ آئے ہیں تھوڑی کوششوں کے بعد ان کا ویزا حج تک بڑھ جاتا ہے۔ گھر میرا اس وقت بڑا پُرسکون ہے، تھوڑا ہنگامہ بچے ضرور کرتے ہیں۔ عمرہ کا ویزا لے کر صرف ایک ٹکٹ پر آجائیں تو بقیہ سہولتیں موجود ہیں۔

یہ صفاوی کھجور تھوڑی سی ہے پر مدینہ شریف خشک کر کے دیا گیا ہے کہ آپ چند ماہ تک چائے میں استعمال کرتے رہیں حجاج کرام وزن سے گھبراتے ہیں ورنہ کھجوریں زیادہ دی جاتیں۔

"سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد"

سیرت کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جس میں اپنے مشرب کے بہت سے مواد اور بحثیں ہیں، اس کے مولف دسویں صدی ہجری کے ہیں اس لیے ابن تیمیہ وغیرہ کے رد بھی اس میں آگئے ہیں سیرت کے بہت سے تشنہ پہلو اس میں پیش کیے گئے ہیں۔

الاردانیہ روحی کی تشریح مختلف شارحین نے کی ہے مگر سب سے اچھی شرح اس کتاب میں ہے۔ انھوں نے قاعدۂ نحویہ کے مطابق بتایا ہے کہ یہ جملہ حالیہ ہے اور وقد یہاں محذوف ہے اور اس کی مؤید وہ روایت ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں ـــــ وہ روایت بھی پیش کردی ہے یہ علامہ سیوطی کے تلمیذ رشید ہیں۔

یہ کتاب فی الحال الجمع کے لیے ہالینڈ سے مولانا بدرالقادری کے ایک شاگرد رشید نے ہدیہ کیا ہے ـــــ حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب بھی اس کا انتظام کر رہے ہیں۔ دیکھیں کب تک یہ مکتبہ اشرفیہ تک پہونچتی ہے ـــــ

والسلام
افتخار احمد قادری ص اب ۱۱۸۰
ادارۃ المنطقۃ - المدینۃ المنورہ
۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

تصانیف میں بڑی شان دکھا دی

بخدمت اقدس حضرت فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلکم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ'۔ مزاج وہاج ؟

پاک و ہند کی جن نامور شخصیات نے میرے دل میں محبت کے چراغ روشن کیے ان میں آپ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے باوجودیکہ آپ کی زیارت سے تادم تحریر مستفیض نہ ہوسکا مگر زیارت محض ظاہری آنکھ سے ہی تو عبارت نہیں، روحی و قلبی آنکھوں سے بھی اس نعمت کو پایا جاسکتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایسی آنکھوں کا قدرے زیادہ ہی تذکرہ کرتے ہیں۔

رویت قلبی و روحی کے سامنے در و دیوار اور بُعد مسافت کی کوئی سرحد قائم نہیں رہتی چنانچہ میرے دل میں محبت کی جو آنکھیں روشن ہیں ان کے ذریعے راقم السطور آپ کو عرصہ دراز سے دیکھتا چلا آرہا ہے۔ کبھی پاسبان اور نوری کرن میں دیکھا تو کبھی جام نور اور استقامت میں نظر آئے۔ کبھی اعلیٰ حضرت، سنی دنیا، اشرفیہ اور فیض الرسول میں زیارت سے شادکام ہوا کبھی اشرف السیر، تحقیقات اور دیگر گرانقدر تصانیف میں بڑی شان سے دکھائی دیے۔ سبحان اللہ

بریلی شریف کے بازاروں، مزاروں اور مبارک پور کی بہاروں میں جلوہ گر دیکھا پھر اچانک آپ ایسے شرافت کے پیکر کو بمبئی میں چاندی کے ساتھ ترازو کے پلڑے میں حیرانگی کے عالم میں بچشم تصور دیکھا۔

چاندی ہی نہیں دیکھنے والے بھی متعجب تھے۔ کیا کہنے اس سعادت کے
جسے آپ نے نوازا، بظاہر یہ معرکۃ الآرا اور تاریخی کارنامہ جہانِ سنیت
میں جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب نے سرانجام دیا، مگر آپ نے اتنی
بڑی مادی دولت رضا اکیڈمی اور الجامعۃ الاشرفیہ کو عطا فرمائی تو ایک
میں ہی نہیں ہزارہا سینوں نے آپ کے فقر و استغنا کو بہ رنگِ حقیقت
چشم سر سے دیکھا۔ اب آپ نے عظیم الشان تاریخی کتاب "معارف شارح
بخاری" مرحمت فرما کر ایسا آئینہ رجال ہاتھوں میں تھما دیا ہے جسے دیکھتے
دیکھتے ایک دن بہ چشم ظاہر دیکھ لوں گا ممکن ہے پھر یوں گنگناؤں

بہ حسنت آنکہ در یکدم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

اس عنایت و کرم پر کیسے شکریہ ادا کروں۔ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی
بھیروی مدظلہ کو ہی وسیلہ بناتا ہوں جن کی وساطت سے اس گرانقدر خزینہ
علمی سے بہرہ مند ہوا۔ تاکہ میری طرف سے موصوف مناسب اور آپ کی
رفعت و منزلت کے مطابق شکریہ ادا کر سکیں۔ فقط والسلام مع الاکرام۔
احبار و علمائے اشرفیہ اور طلبائے سلام مسنون۔

طالب دعا۔ محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ پاکستان

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ/۱۶ اپریل ۲۰۰۰ء اتوار یوم عاشورہ

اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر سلامت رکھے

حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ

بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر و متمنی خیر ہے

تشکر نامہ باصرہ نواز ہوا۔ مکان و زمان و اوان مقدسہ میں اس
بابرکت وخوش آیند خطاب کے اعلان کا مژدہ موجب سرور و انبساط
ہوا۔ مولائے کریم بطفیل حضور رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم آپ کے
وجود گرامی اور مساعی ملیہ جلیلہ کے ذریعہ جہانِ سنیت کو نفع عظیم پہنچائے
اور آپ کے سایہ گراں مایہ کو قوم و ملت کے لیے مترادف رحمت اور تا دیر
سلامت رکھے۔ آمین۔

فقیر نے اس مبارک تحریک کی تائید کا آغاز کیف ما اتفق نہیں کر دیا تھا
بلکہ پوری بصیرت اور انشراح کے ساتھ یہ قدم اٹھایا تھا فللہ الحمد
ولہ الشکر اولا و آخرا

اب اس منصب و مقام کے ساتھ ساتھ آپ کی دینی ذمہ داری بھی
بہت بڑھ گئی ہے۔ اگر میری اس گذارش پر آپ نے توجہ فرمائی تو پھر وضاحت
کے ساتھ کچھ عرض کروں گا۔ اخیر میں پر مسرت تبریک کے ساتھ یہ حقیر ہدیہ
پیش خدمت ہے۔ قبول فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام

محمد میاں ثمر دہلوی

بقیہ صـ۲۳ کا

کیا جس کی حیثیت اسلام کے ایک دستاویز کی ہے۔ سفر ہو کر حضر فقہی
مسائل و احکام شرعیہ نوک زبان پر رہتے۔ دارالافتاء کی مسند پر بیٹھ
کر دن بھر اہم سے اہم مسائل کا املا کراتے، بعد نماز عصر بھی جامعہ اشرفیہ
کے ماہر اساتذہ کے علمی سوالات اور لاینحل درسی مسائل کے جوابات بھی
بڑی خندہ پیشانی سے عطا فرماتے۔ کبھی کبھی تو پوری پوری رات فقہی
مسائل بیان کرنے میں گزر جاتی ایسا لگتا تھا کہ فقہی مسائل بیان
کرنے میں انھیں روحانی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ کبھی اکتاتے نہیں
نہ گھبراتے اور نہ تھکن کا اظہار کرتے۔ اہل بمبئی و اہل بھیونڈی خاص
طور سے اس پر شاہد ہیں۔

ع آتا نہیں سمجھ میں کہ کیا کیا کہوں تجھے

افسوس! وہ جامع کمالات و محاسن ہم کو داغ مفارقت دے کر
اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا یقیناً یہ درد جدائی اور فراق و مہجوری کی
کسک پورے عالم اسلام کے لیے حد درجہ باعث قلق اور صدمۂ جانکاہ
ہے جس کا مداوا سوائے صبر کے اور کچھ نہیں۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ادارہ

مشاہیر اہلسنت کے چند تعزیتی مکتوبات

فقیہ اعظم ہند اہلسنت و جماعت کے قابل اعتماد و استناد بزرگ تھے

حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب   الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

السلام علیکم ورحمۃ

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب قبلہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر پاکر دلی صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت علامہ اہلسنت و جماعت کے نہ صرف قابل اعتماد و استناد بزرگ تھے بلکہ سواد اعظم اہلسنت کے لیے قابل فخر بھی تھے۔ یقیناً الجامعۃ الاشرفیہ کا نظام تعلیم وافتاء حضرت علامہ کی رحلت سے متاثر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کو حضرت مرحوم کا بدل عطا فرمائے اور متعلقین ومتوسلین کو صبر وشکر کی توفیق دے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

سوگوار

شعر مصباحی ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء

اب ہم ایسا محدث ومفتی اور آبروئے مسلک اعلیحضرت کہاں سے لائیں

۸۶/۹۲

محب گرامی قدر علامہ مبارک حسین صاحب مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

افسوس صد افسوس، ابھی ابھی بذریعہ ٹیلیفون یہ اندوہناک خبر ملی کہ نائب و آبروئے حضور مفتی اعظم ہند، حضرت سیدی الکریم مخدومی علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمۃ اس دنیائے فانی میں نہ رہے انا للہ وانا الیہ راجعون ہ۔

آہ یہ صدمۂ جانکاہ جماعت اہلسنت کی کمر توڑ دیا۔ اب ہم کہاں سے ایسا محدث ومفتی، سنیت کا نگہبان آبروئے مسلک اعلیحضرت مناظر، مورخ، مدرس، خطیب لائیں۔ جن کی ہر بات شرح حدیث، ہر فکر تفقہ فی الدین اب وہ ذات کہاں ملے گی، ہزاروں علماء و تلامذہ کو بلکتا روتا چھوڑ کر اپنے معبود حقیقی کی رحمتوں میں پناہ گزیں ہوگئے لاکھوں کروڑوں اہلسنت کو غمزدہ کرکے آخری راحت کدہ میں آرام فرما ہوگئے۔ فرط غم سے نڈھال ہوکر میں نے آپ کے ذریعہ سے آپ کے اہل خانہ بالخصوص صاحبزادہ ڈاکٹر صاحب اور کل اشرفیہ کے علماء و خواص کی خدمات میں یہ پرسۂ غم ارسال کررہا ہوں آپ ان کی خدمات میں اور ماہنامہ اشرفیہ کے ذریعہ کل اہلسنت تک پہنچادیں۔ میں انشاء المولیٰ تعالیٰ بہت جلد حضرت سیدی مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں پر تحریر کروں گا پھر آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں، اور میرا ماہنامہ سنی آواز، ناگپور، خاص طور پر مضامین ترتیب دے رہا ہے۔

جیسے ہی دارالعلوم امجدیہ ناگپور میں یہ افسوسناک خبر ملی، ویسے ہی مفتیٔ اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دونوں مدرسوں میں تعطیل کا اعلان کردیا اور فوراً قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا علماء اور طلبہ نے حضرت کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا علما نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈال کر خراج عقیدت پیش کیا۔ حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ تو فوراً صبح نو بجے مبارکپور روانہ ہوگئے۔

فقط

سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

چیف ایڈیٹر ماہنامہ "سنی آواز" دارالعلوم امجدیہ

محلہ گانجہ کھیت

ناگپور ۴۴۰۰۱۸

ملت اسلامیہ کی عبقری شخصیت کے وصال پر بیحد افسوس ہوا

۷۸۶

لائق صد عزت و احترام حضرت علامہ مولانا عبد الحفیظ صاحب زید مجدکم
سربراہ اعلیٰ مرکز اہلسنت اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ

ہدیہ سلام مسنون۔ ملت اسلامیہ کی عبقری شخصیت نازش علم و فن پیکر زہد و تقوی شارح بخاری حضرت علامہ محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر ملال کی جانکاہ خبر سنکر بیحد افسوس ہوا اطلاع ملتے ہی ادارہ میں عظیم پیمانہ پر قرآن خوانی اور مجلس ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کے وصال سے اشرفیہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ مستقبل قریب میں بظاہر پر ہوتا ہوا نظر نہیں آتا جامعہ نعیمیہ حضرت کے پسماندگان اور آپ جمیع حضرات کے غم میں برابر کا شریک ہے اور ہم سب لوگ دعا گو ہیں کہ رب کریم حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو اپنے مخصوص جوار رحمت میں بہترین جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان میں صبر جمیل کی توفیق رفیق بخشے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ التسلیم

محمد یامین نعیمی اشرفی — محمد ایوب نعیمی غفرلہ — احقر محمد ہاشم غفرلہ
مہتمم جامعہ نعیمیہ

ممتاز احمد نعیمی غفرلہ (صدر مفتی) اکبر علی نعیمی جامعہ نعیمیہ

اللہ ان کی قبر پر رحمتوں کی بارش کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی مکرمی علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری

السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ

انتہائی شکستہ دل اور رنج و غم کے ساتھ میں نے حضرت مفتی صاحب قبلہ کے انتقال کی خبر سنی جن کی وفات سے ہمیں بید صدمہ پہنچا اور ہم ایک صاحب علم مفتی سے محروم ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کی قبر پر رحمتوں کی بارش کرے اور ان کو فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ساتھ ہی ہمیں اس عظیم سانحہ کو برداشت کرنے کا حوصلہ دے آمین۔ ساتھ ہی ان کے بال بچوں کو بھی تعزیت پہنچا دیں کہ خدا ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط والسلام

از فقیر مدیر الجامعۃ السعدیہ عبد القادر عبد اللہ کیرالہ

اقلیم علم و دانش کا تاجدار رخصت ہو گیا

فخر صحافت محب محترم حضرت مولانا مبارک حسین صاحب مصباحی زید مجدہٗ

تہدیۂ سلام و رحمت و خلوص! مزاج گرامی؟

میں ۱۱ر مئی ۲۰۰۰ء کو بوقت شام مادر علمی دار العلوم منظر حق ٹانڈہ پہنچا تو وہاں کا ماحول کچھ سوگوار سا لگا۔ کئی اساتذہ بھی موجود نہ تھے۔ جب میں نے مولانا محمد شاکر صاحب مدرس دار العلوم ہٰذا سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بڑی حیرت کے ساتھ فرمایا "کیا آپ کو معلوم نہیں؟ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی رحلت فرما چکے ہیں۔ آج صبح مبارک پور سے بذریعہ فون جیسے ہی یہ خبر جانکاہ موصول ہوئی۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد سلطان صاحب، حضرت مولانا محمد شمیم صاحب اور حضرت مولانا محمد عقیل صاحب گھوسی کے لیے روانہ ہو گئے۔ بعض حضرات کل صبح گھوسی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ فقیہ اعظم ہند کی نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کر سکیں"۔ یہ روح فرسا اور جانکاہ خبر میرے اوپر برق تپاں بن کر گری۔ چند لمحات تک میرے اوپر ایک سکتہ کی کیفیت طاری رہی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے حواس مختل ہو گئے ہوں۔ کچھ دیر بعد جب حواس بحال ہوئے تو بے ساختہ زبان پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ کے کلمات جاری ہو گئے۔

محترم! نزہۃ القاری شرح بخاری کی عین تکمیل کے بعد حضرت شارح بخاری کا وصال آپ کی زندہ کرامت اور اللہ عزوجل کی ذات اقدس پر آپ کے کامل اعتماد کی دلیل ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ عند الملاقات میں نے حضرت سے استفسار کیا تھا کہ نزہۃ القاری کی تکمیل کب تک ممکن ہے؟ تو حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا تھا کہ ابھی تو اچھا خاصہ کام باقی ہے۔ طبیعت بھی ناساز رہتی ہے لیکن مجھے اللہ عزوجل

کی ذات پر کامل بھروسہ ہے کہ جب تک نزھۃ القاری کی تکمیل نہ ہو جائے گی انشاء اللہ مجھ پر موت واقع نہ ہوگی۔ لگتا ہے کہ موت کو نزھۃ القاری کی تکمیل ہی کا انتظار تھا اور جب یہ کام مکمل ہو گیا اور اس کا بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ عروس البلاد ممبئی میں جشن بھی منا لیا گیا تو رحمت خداوندی نے بڑھ کر آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کا وصال پرملال کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ یہ ایک عظیم سانحہ ہے۔ جس نے ایک دنیا کو غم واندوہ کے سمندر میں غرق کر دیا ہے۔ آج ایک طرف آپ کے فرزند ارجمند جناب ڈاکٹر محب الحق و دیگر اہل خانہ ماتم کناں ہیں کیوں کہ ان کے سروں سے پدرانہ شفقت ومحبت کا وہ سائبان اٹھ گیا جو ان کا سب سے بڑا ظاہری سہارا تھا۔ تو دوسری طرف الجامعۃ الاشرفیہ سوگ میں ڈوبا ہوا ہے کیوں کہ آج وہ نہ رہا جس کا وجود مسعود اس کے لیے شہ رگ کی حیثیت کا حامل تھا اور جس کے دم قدم کی برکتوں سے اس کی علمی بہاریں اپنے شباب پر تھیں۔ سادات مارہرہ بھی تصویر غم نظر آتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا وہ "برکاتی مفتی" اب اس جہان آب وگل میں باقی نہ رہا جس سے سادات مارہرہ کو قلبی انس ولگاؤ تھا۔ اور عرس برکاتی میں جس کی شرکت کو حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ عرس کی تکمیل کا نام دیا کرتے تھے۔ مرکز اہلسنت بریلی شریف پر بھی سناٹا طاری ہے۔ کیوں کہ آج وہ نازش لوح وقلم اور اقلیم علم ودانش کا وہ تاجدار دنیا سے رخصت ہو گیا جس کا وجود مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت کے لیے وقف اور اس پر ہونے والے جارحانہ حملوں کے لیے سینہ سپر تھا ـــ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ غم صرف حضرت کے اہل خاندان کا یا الجامعۃ الاشرفیہ کا یا مارہرہ شریف کا یا بریلی شریف ہی کا نہیں ہے بلکہ یہ غم تو ساری سنی درسگاہوں اور خانقاہوں کا ہے۔ تمام عالم سنیت کا ہے اور عالم سنیت کے ایک ایک فرد کا ہے۔ تبھی تو آج آپ کی جدائی پر سارے سنی ادارے اداس ہیں۔ پورا عالم سنیت سوگوار ہے۔ ہر سنی تصویر غم نظر آرہا ہے کیوں کہ اب ان کا وہ مسیحا نہ رہا جو اس دور قحط الرجال میں انکی خوب سے خوب تر مسیحائی کا ہنر جانتا تھا ـــ کیوں کہ اب ان کا وہ رہنما نہ رہا جو ان کی بروقت صحیح سمت میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا کرتا تھا۔ کیونکہ اب ان کا وہ مفتی نہ رہا جس کے نوک قلم پر مشکل سے مشکل سوالوں کا جواب بھی موجود ہوتا تھا۔ کیوں کہ اب ان کا وہ مناظر نہ رہا جو میدان مناظرہ میں فریق مخالف کو اپنے دنداں شکن اور مدلل جواب سے حواس باختہ کر دیا کرتا تھا۔

محترم! یہ چند ٹوٹے پھوٹے کلمات عین اس حالت میں کہ ذہن ودماغ میں ایک طوفان غم برپا ہے۔ ہاتھوں میں لرزش کے باعث قلم پر کامل دسترس حاصل نہیں ہے۔ اس عظیم المرتبت فقیہ اور جلیل القدر محدث کی بارگاہ میں بطور خراج عقیدت نذر ہیں۔ جس نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک مسند تدریس وافتاء پر فائز رہ کر فروغ علم دین اور ملت اسلامیہ کی ہدایت ورہنمائی کا شاندار فریضہ انجام دیا ہے جو ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ آپ اگرچہ اب ظاہری طور پر ہمارے اندر موجود نہیں۔ مگر جب تک آپ کے سینکڑوں تلامذہ، درجنوں معرکۃ الآراء علمی وتحقیقی کتابیں، ہزاروں فتاوی اور الجامعۃ الاشرفیہ کے در ودیوار باقی رہیں گے آپ کی یاد کے دلکش نقوش صفحہ دہر سے مٹ نہیں سکتے۔

دعا ہے کہ خالق ارض وسما بطفیل نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے روحانی درجات وکمالات کو بلند فرمائے ان کی قبر انور پر شب وروز عفو وغفران کی بارش نازل فرمائے۔ نیز آپ کے تمام پسماندگان، اعزاء واقارب، اولاد اناث وذکور وجمیع احباب اہلسنت کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ـــ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

یکے از سوگوار ـــ حضور احمد منظری ٹانڈوی

صدر المدرسین دار العلوم غوث الوریٰ باڑوزئی I

شاہجہانپور۔ یو۔ پی

یہ سانحہ پوری جماعت کے لیے عظیم خسارہ ہے

عزیز القدر والمرتبت سلمکم اللہ تعالیٰ! سلام مسنون ودعائے رحمت،

حضرت مفتی صاحب کے انتقال کی اندوہناک خبر سے بیحد رنج و ملال ہوا۔ یہ سانحہ نہ صرف آپ لوگوں کے لیے بلکہ پوری جماعت کے لیے عظیم خسارہ ہے۔ قدر اللہ وماشاء فعل، وللہ سبحانہ ما اعطی و لہ ما اخذ وانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے لیے قضاء وقدر کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فصبر جمیل واللہ المستعان رب قدیر آں جناب کو مغفرت اور اپنے جوار رحمت سے نوازے۔ میں اپنی بیماری و ناتوانی کے سبب ذاتی طور پہونچنے کے قابل نہیں ہوں اپنی اور خانقاہ اشرفیہ جائس کی طرف سے تعزیت اور فاتحہ سوئم میں شرکت کے لیے عزیزی مولوی عبدالحفیظ اشرفی کو روانہ کر رہا ہوں۔

جملہ متعلقین اہل خانہ کو فقیر کی جانب سے تعزیت اور تلقین صبر و رضا۔ احسن اللہ عزاءکم و عظم اجورکم

دعا گو و شریک غم

سید نعیم اشرف جیلانی

بخدمت جناب ڈاکٹر محب الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

پوری دنیائے سنیت ایک عبقری شخصیت سے محروم ہوگئی

مکرمی جناب مولانا مبارک حسین صاحب مدیر ماہنامہ "اشرفیہ"

السلام علیکم

مورخہ ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح تقریباً ۹ بجے بذریعہ ٹیلیفون الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن، ضلع بریلی سے اس روح فرسا خبر سے مطلع کیا گیا کہ فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق علیہ الرحمہ کا انتقال ہوگیا۔ اسی وقت خبر کے سنتے ہی جامعہ ہذا کے لاؤڈ اسپیکر سے مفتی صاحب موصوف مرحوم کی رحلت کا اعلان کر دیا گیا۔

مفتی صاحب کے وصال سے ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پر ہونا اس دور انحطاط میں مشکل ہے مرحوم کے سانحہ ارتحال سے نہ صرف مصباحی برادری بلکہ پوری دنیائے سنیت ایک عبقری شخصیت سے محروم ہوگئی ہے اور اس عظیم المیہ سے سوگوار و غمگین ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں افضل و اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے جامعہ ہذا میں مورخہ ۱۳ مئی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ کو صبح ۸ بجے قرآن خوانی کراکے فاتحہ کا انعقاد کیا گیا۔

مخلص: سید محمد مشرف علی نعیمی (نوری میاں)

خادم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بہیڑی

ان کا کرم، نوازش اور شفقتیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں

محب گرامی قدر حضرت مولانا عبدالحق صاحب

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

سلام و رحمت۔ کسی گاؤں کے جلسے میں تھا اور تاخیر سے فقیہ اعظم حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال کی روح فرسا خبر ملی فوراً گھوسی کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوا راستے میں کار کے خراب ہونے اور اسے درست کرانے میں پورا دن صرف ہوگیا اور نماز جنازہ میں شرکت سے محروم رہا اور اسی میں طبیعت بھی خراب ہوگئی بلڈ پریشر کافی بڑھ گیا لکھنؤ آگیا ہوں اور وہیں سے فیکس کر رہا ہوں میری غیر حاضری کے اعذار سے تعزیت مسنونہ کے بعد حضرت علیہ الرحمہ کے صاحبزادگان بالخصوص مخدوم عالیجناب ڈاکٹر مولانا محب الحق صاحب کو مطلع فرمادیں تو کرم ہوگا۔ کیا خبر تھی کہ ۲۴ مئی کو الجامعۃ الاشرفیہ میں ہونے والے "جشن شارح بخاری" جس میں فقیر بھی شرکت کا عزم رکھتا تھا اس سے قبل ہی حضرت داغ مفارقت دے جائیں گے۔ ان کا کرم، نوازش اور شفقتیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں ایسے وقت میں جبکہ حضرت کے سایہ کرم کی اہلسنت و جماعت کو اشد ضرورت تھی آپ کی رحلت ناقابل تلافی نقصان ہے پروردگار آپ کی قبر کو رحمت و نور سے معمور فرمائے۔ آمین۔ حضرت سربراہ اعلیٰ مدظلہ، اساتذہ اشرفیہ و مدیر ماہنامہ اشرفیہ مولانا

مبارک حسین صاحب و سبھی پرسان حال کو سلام مسنون معروض۔

غلام عبد القادر علوی

خادم فیض الرسول براؤں شریف نزیل لکھنؤ

جماعت اہلسنت میں حضرت کی شخصیت سرخیل اور میر کارواں کی تھی

باسمہ تعالیٰ

محب گرامی ڈاکٹر محب الحق صاحب قبلہ، واراکان واساتذہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

سلام مسنون

فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ کے انتقال کی خبر کیا ملی کہ قدموں تلے سے زمین کھسک گئی۔ حضرت کی موت سے ایسا علمی و دینی سانحہ پیش آیا جس کے تدارک کا مستقبل قریب میں کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ دنیائے اہلسنت وجماعت میں حضرت کی شخصیت سرخیل اور میر کارواں کی رہی یقیناً وہ اس کے حقدار بھی تھے۔ حضرت کی دینی و علمی خدمات کو شمار کرنا کسی کی زبان میں نہ وہ قوت گویائی ہے اور نہ کسی کے قلم میں وہ طاقت تحریر، حضرت کی عالمی دینی و علمی خدمات کی بھی دنیا نظیر لانے سے قاصر ہے۔

اولئك ابائی فجئنی بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

خدائے پاک سے دعا ہے کہ حضرت کی دینی خدمات اور خوبیوں کے عوض میں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور وارثین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

شریک غم

عبد الباری

صدر المدرسین دار العلوم ادارہ احمدیہ اشرفیہ

جائس شریف رائے بریلی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷/مئی ۲۰۰۰ء

منامہ ــــ بحرین

محترم مولانا مبارک حسین صاحب مصباحی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اخبار روزنامہ سیاست حیدرآباد دکن سے یہ اطلاع ملی کہ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ محمد شریف الحق امجدی اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ــــ

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے بلاشبہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کیا ــــ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو کما حقہ امت مسلمہ تک پہنچایا ــــ نیز زندگی کی آخری سانس تک آقا کی محبوب امت کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرماتے رہے ــ درس وتدریس اور فتاویٰ کے علاوہ نزہۃ القاری شرح بخاری آپ کا ایسا عظیم کارنامہ ہے ــــ جس سے برصغیر کے مسلمان تادیر مستفید ہوتے رہیں گے ــــ

آخر میں ہندوستان کے سنی مسلمانوں بالخصوص وابستگان جامعہ اشرفیہ سے اپیل کرتا ہوں کہ حضرت کی زندگی کو مشعل راہ بناکر علم و عمل کے میدان میں اپنی انفرادیت برقرار رکھیں ــــ حافظ ملت کے لگائے ہوئے جس شجر کی آبیاری شارح بخاری نے کی ہے اسے پھلتا پھولتا رکھیں ــــ بلکہ ہند اور بیرون ہند اس کے ثمرات پھیلائیں ــــ

فقط والسلام

محمد یونس انصاری حیدرآباد

حال مقیم بحرین

فقیہ اعظم محسن قوم وملت نہ رہے

مکرمی جناب حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ

مبارک پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعدہٗ میں خیریت سے رہ کر آپ کی خیریت کا نیک خواہاں ہوں۔

لکھنا ضروری یہ ہے کہ ۶ صفر مطابق ۱۱ مئی بروز جمعرات ۴۰-۵ پر یہ خبر بجلی بن کر گری کہ فقیہ اعظم مفتی صاحب اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔

صدیوں سے یہ رسم قائم ہے کہ ایسے محبوبان کے وصال کے موقع پر قرآن خوانی، دعائیں، اور درود پاک وغیرہ کا ورد کرکے ان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کیا جائے اور ان کے اوپر جو رحمت خداوندی سایہ فگن ہے اس سے کچھ حصہ پانے کے لیے بزم فیضان سجا کر یہ بتایا جائے کہ جس طرح ان کے اندر دین وملت کی تڑپ تھی اور خدمت خلق کا جذبہ تھا اور جس انداز سے شریعت کے مطابق زندگی گزاری اسے یاد کرنے اور لوگوں کو اس کی یاد دلاکر اور ان کی عظمت ومنقبت پیش کرکے اسی طرح زندگی گزارنے کی دعوت دی جائے اور اس موت کی یاد دلائی جائے جس کی آغوش میں ہر ایک کو جانا ہے، اسی کے مطابق فقیہ اعظم محسن قوم وملت شیخ العلماء والمسلمین حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے موقع پر مورخہ ۶ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات دار العلوم انوار رضا نوین نگر سوسائٹی نوساری گجرات میں چھٹی کرکے قرآن خوانی اور ایصال ثواب وغیرہ کیا گیا۔ اور ۱۲ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ خادم غلام مصطفےٰ قادری برکاتی ناظم اعلیٰ دار العلوم ہٰذا نے سرزمین سورت پر محلہ سگرام پورہ مولوی اسٹریٹ میں قرآن خوانی کرائی اور ایک تعزیتی جلسہ کا انعقاد کیا جس کا آغاز حافظ بسید محمد یاور متعلم دار العلوم ہٰذا کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور طلبائے دار العلوم ہٰذا نے حمد ونعت اور منقبت کے اشعار پیش کیے اور حضرت مولانا انصار صاحب خطیب وامام اشرف المساجد ادھنا یارڈ سورت نے فقیہ اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے اور حضرت مولانا خیر الحسن صاحب نے بھی تقریر کی اور حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب دار العلوم خواجہ دانہ سورت نے بھی بارگاہ اقدس میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک فقیہ کی عظمت شان پر بھرپور روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ یقیناً فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ قوم وملت کے لیے ایک عظیم سرمایہ تھے اور بھی علمائے کرام نے اس عظیم محسن کی ناقابل فراموش خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند کرے اور حضرت قبلہ کے جملہ پسماندگان کو صبر وشکر کی توفیق دے اور ہم سب کو ان کا بدل عطا فرمائے (آمین)

اخیر میں صلاۃ وسلام اور دعائے خیر کے ساتھ مجلس کا اختتام ہوا۔

فقط غلام مصطفےٰ قادری برکاتی ناظم اعلیٰ دار العلوم انوار رضا
نوساری گجرات

(نوٹ) ۱۵ مئی بروز پیر بھی دار العلوم ہٰذا میں ستر قرآن پاک ختم کرکے موصوف کے نام ایصال ثواب کیا گیا۔

وہ کیا گئے سارا چمن ویران ہوگیا

آہ در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

گرامی وقار مخلص محترم حضرت مولانا مبارک حسین صاحب مدیر ماہنامہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

۱۱ مئی تقریباً صبح ۶½ عزیزی حافظ غلام غوث سلمہٗ متعلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا فون آیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر بجلی کے کرنٹ کی طرح دل کو لگی کچھ دیر کے لیے دل ودماغ ماؤف ہوگیا اور بے اختیار زبان پر استرجاع جاری ہوا۔ اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب کو فون سے اطلاع دی انھوں نے جنازہ کا وقت پوچھا میں نے لاعلمی ظاہر کی حضرت نے فرمایا میں فون سے معلوم کرتا ہوں میں نے عرض کیا مجھے بھی مطلع کردیں۔ غالباً اس صدمے نے انہیں ادھر متوجہ نہیں ہونے دیا اور وہ بغیر اطلاع کے گھوسی کے لیے روانہ ہوگئے جب کہ پہلے ہارٹ آپریشن کے بعد اکیلا اور بھاگ دوڑ کا سفر

ممکن نہیں تھا اس لیے عزیزی مولوی کی رضا مصباحی سلمہٗ کو فوری طور پر جنازہ میں شرکت کے لیے روانہ کردیا۔

پندرہویں صدی ہم سینوں کے لیے کس قدر صبر آزما ثابت ہورہی ہے ماضی کی تاریخیں نگاہوں میں پھرنے لگیں۔ اکابر علمار کا یکے بعد دیگرے بڑی تیزی سے رخصت ہوجانا علامت قیامت ہی تو ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی علم کا اٹھ جانا ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کس طرح اٹھ جائے گا فرمایا علمار اٹھالیے جائیں گے۔

فقیہ عصر شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کا انتقال ملت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے علمی دنیا میں ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پُر ہونا بظاہر ناممکن نظر آرہا ہے جب ہم غور کرتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے ہمارا ماضی جتنا تابناک تھا مستقبل اتنا ہی تاریک نظر آرہا ہے۔ آج ملک میں بڑی بڑی درسگاہیں کھل رہی ہیں لیکن مدرسین، مصنفین، مناظرین کتنی تعداد میں نکل رہے ہیں یہ اظہر من الشمس ہے۔ حضرت شارح بخاری کو جس زاویے سے دیکھئے اپنی مثال آپ تھے۔ درس و تدریس میں یکتائے روزگار۔ تصنیف و تالیف میں قابل صد افتخار۔ وہ کیا گئے سارا چمن ویران ہوگیا۔ اب ہم علمی پیاس کہاں بجھائیں گے الجھی ہوئی گتھیوں کو کون سلجھائے گا، مسائل لاینحل کو کون حل کرے گا، مجلس شرعی بورڈ کی سرپرستی کون کرے گا' جامعہ اشرفیہ کی جان نکل گئی، فقہ کی دنیا سونی پڑگئی، بزم سخن کی شمع بجھ گئی نازش امام بخاری، مفتخر امام غزالی، مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان، دعوت اسلامی کا سچا ترجمان سرکار مفتی اعظم ہند کا راز دار، حضور صدر الشریعہ کی یادگار، حضور حافظ ملت کی امانت صاحب کشف و کرامت، پیکر صدق وصفا، صاحب جود و سخا، تقویٰ و طہارت کا مجسم شریعت و طریقت کا سنگم، نہ جانے کیسی کیسی خوبیاں تھیں جانے والے میں ــــ فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ والرضوان ہم سب کو داغ مفارقت دے کر اور خود خاموشی کی چادر اوڑھ کر ابدی نیند سو گئے۔

مولائے کریم بطفیل رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم ان کی خدمات دینی کا نیک صلہ اس عالم میں عطا فرماتے اور ان کے مزار پر انوار پر رحمت و نور کی بارش نازل فرمائے نیز تمام پسماندگان و اہلسنت کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلام علیہ وعلیہم اجمعین۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
شبنم نورستہ اس گل کی نگہبانی کرے

(مفتی) محمد عبدالحلیم
رضا کالونی شانتی نگر ناگپور

ان کی کرم فرمائیاں رہ رہ کر یاد آتی ہیں

بسمہٖ تعالےٰ

گرامی مرتبت محترم و مکرم حضرت عزیز ملت صاحب دام ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج شریف!

بحمدہٖ تعالیٰ یہاں عافیت وخیریت ہے۔ اپریل سے ہی مسلسل علالت کی وجہ سے دل دماغ اور جسم کمزوری کا شکار ہے ایسے میں حقیر کرم فرما و محسن حضرت فقیہ اعظم علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کے سانحۂ ارتحال کی جانکاہ خبر نے ایسا اثر ڈالا کہ رہ رہ کے حضرت موصوف علیہ الرحمہ کے نہ رہنے کا احساس اور ان کی کرم فرمائیوں کی یاد لیے قافلے کا منظر آنکھوں کے سامنے موجود کردیتا ہے۔ اللہ کریم حضرت شارح بخاری کو قرب کی اعلیٰ منزل عنایت فرمائے آمین

حضرت برادرم الجامعۃ الاشرفیہ کے در و دیوار اور آپ حضرات جس قدر حضرت کی رحلت سے متاثر ہوئے ہوں گے اس کا ہر درد مند دل احساس کر رہا ہے آپ حضرات سے ملنے کی اس قدر بے چینی ہوتی ہے کہ بیان کرنا مشکل ہے خدام نے میری حالت دیکھ کر سفر کرنے نہیں دیا میں حضرت علیہ الرحمہ کی تجہیز و تدفین میں حاضر نہ ہوسکا۔ مدرسہ

یں پڑھائی بند کر کے ایصال ثواب قرآن خوانی اور تعزیتی جلسہ منعقد ہوا بس اسی میں حاضر ہو سکا دیگر اساتذہ و خدام حضرت کے جنازہ میں یہاں سے گئے تھے۔

اب آپ کے کندھوں پر عالمی مرکز الجامعۃ الاشرفیہ کی پہلے سے اور زیادہ ذمہ داریاں آن پڑیں کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت فقیہ اعظم آپ کے ایسے مشفق و مشار اور بازو تھے جس کا ثانی ملنا دشوار ہے خدائے بزرگ و برتر آپ کو حوصلہ و قوت مزید عطا فرمائے کہ آپ جیسی شخصیات سے اہلسنت کے عوام و خواص کی رہنمائی اور سنیت کو تابندگی ملتی رہے۔

یہاں اردو سہارا رپورٹر نہ جانے کیسا ہے دو خبر نامہ حضرت کے تعلق سے بھیجا گیا اب تک شائع نہ ہوا بلکہ گونڈہ کی کوئی رپورٹ ہی نہیں نکلتی سخت حیرت و افسوس ہے۔

حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی اور سبھی حضرات کی خدمات میں سلام پیش ہے۔

فقط خادم آپ کا

محبوب مینا (سربراہ مدرسہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ)

اور جامعہ غم و اندوہ میں ڈوب گیا

عزت مآب حضرت علامہ مولانا الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ مدظلہ العالی (سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی (سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) کے انتقال پُر ملال کی خبر الجامعۃ الاسلامیہ روناہی ضلع فیض آباد میں پہنچی اس خبر وحشت اثر سے میں سکتہ میں پڑ گیا کیونکہ حال ہی میں اُن سے ملاقات ہوئی تھی ان کو خوب صحت مند اور تندرست پایا تھا میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اتنی جلد داغ مفارقت دے کر اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما جائیں گے اپنے کو قابو میں رکھ کر الجامعۃ الاسلامیہ کے اساتذۂ کرام کو اس کی اطلاع دی فوراً تمام درجات کی تعلیم موقوف کر دی گئی اور جامعہ غم و اندوہ میں ڈوب گیا ہر طرف اداسی کی کیفیت طاری ہو گئی حضرات اساتذۂ کرام اور طلبہ اس اچانک سانحہ ارتحال کی خبر سے بڑی حسرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے کیونکہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات علمیہ تھے جن کا خلا موجودہ حالات میں پُر ہونا تقریباً ناممکن ہے انا للہ وانا الیہ راجعون وللہ ما أخذ وما أعطی

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی صلاحیت اور دینی بصیرت سے بہت سے مدارس اسلامیہ اور دینی اداروں کو مالا مال کیا اور سب سے آخر میں عظیم المرتبت اور شہرۂ آفاق درس گاہ و دینی دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تشریف لے جا کر اپنی علمی وانتظامی کارکردگی سے اس عظیم درس گاہ کے فروغ میں جو نمایاں کردار ادا کیا اس کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا علاوہ ازیں انھوں نے ہزاروں مدلل و مفصل فتاویٰ صادر فرما کر قوم و ملت کی صحیح رہنمائی فرمائی نیز بخاری شریف کی ایک مبسوط شرح اردو زبان میں لکھی جو اپنی طرز کی بے مثال تصنیف ہے اور اپنی ضعیف العمری اور ضعف بصری کے باوجود شرح بخاری کے سلسلے میں جو محنت شاقہ سترہ سال تک برداشت کی نہ صرف ان کی پُر خلوص کاوش کی دلیل ہے بلکہ ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بھی ہے۔

آج ان کی وفات پر ان کی ایک ایک خوبی یاد آ رہی ہے ان کا حسن تکلم اور ان کی شیریں کلامی اور چھوٹے بڑے ہر ایک کے ساتھ یکساں حسن سلوک ان کی فیاضی و دریا دلی ان کی شرافت نفسی و مہمان نوازی ایک ایک کر کے ذہن کے پردے پر مرتسم ہو رہی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ رب قدیر حضرت مفتی صاحب کے درجات کو بلند فرما کر جنت نعیم میں ان کو ارفع و اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے اور اُن کے جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کے افراد کو ان کے دینی منصوبوں کی تکمیل کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

فقط

شریک غم آپ کا جلال الدین قادری

مہتمم الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد (یو پی)

اشرفیہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان ہے

حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم

السلام علیکم

نائب مفتی اعظم شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے نہ صرف اشرفیہ کا نقصان ہوا ہے بلکہ عالم اسلام وسنیت بھی ایک بہت بڑے عالم دین سے محروم ہوگئی اور یہ وہ نقصان ہے جو پر نہیں ہوسکتا ہے۔ یکم صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۶ مئی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں بعد نماز عصر حضرت کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ ۶ صفر مطابق ۱۱ مئی کو رات ایک بجے ممبئی پہنچا اور صبح ۷.۳۰ بجے گھوسی سے فون آیا کہ حضرت کا وصال ہوگیا ہے رضا اکیڈمی کی جانب سے اخبارات کو اطلاع روانہ کی گئی۔ اراکین رضا اکیڈمی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اشرفیہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان اور محافظ ہے جب بھی کسی نے اعلیٰ حضرت یا مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی بات لکھی یا کہی تو اس وقت سب سے پہلے اشرفیہ ہی سینہ سپر ہو کر سامنے آتا ہے رب قدیر اسکی اس خصوصیت کو دائم وقائم رکھے۔

محمد سعید نوری ــــ رضا اکیڈمی ممبئی

جماعت اہلسنت ایک عبقری فقیہ ومحدث سے محروم ہوگئی

۸۶/۹۲

حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ
مبارک پور یوپی

سلام مسنون

صبح ۱۱ بجے فون کے ذریعہ یہ خبر اندوہ ناک بجلی بن کر دار العلوم میں آناً فاناً پھیل گئی کہ فقیہ اعظم حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ (علیہ الرحمۃ) اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رب العزت مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان وصاحبزادگان ومتعلقین ومتوسلین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

جماعت اہلسنت ایک عبقری ونقیہ المثال فقیہ ومحدث ونکتہ رس محقق وبالغ نظر قائد اور سچے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے جانشین سے محروم ہوگئی۔ الجامعۃ الاشرفیہ لائق صد افتخار قائد کی پر خلوص قیادت وسیادت سے محروم ہوگیا۔ رب العزت اپنے فضل عمیم سے نہ فقط الجامعۃ الاشرفیہ بلکہ پوری ملت بیضا اہلسنت والجماعت کو حضرت کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ حضرت کو رب العزت نے بے پناہ محاسن ومکارم ...... سے نوازا تھا۔ حضرت کی تابندہ زندگی ودرخشندہ کارکردگی وروشن خدمات ہمیشہ اہل دل وخوش عقیدہ فرزندان توحید کی دلوں میں نقش کالحجر رہیں گی۔ آپ کا علمی چشمہ رواں تا قیامت اہل عقیدت کی سیرابی کرتا رہے گا۔ دار العلوم اسحاقیہ کی فضا غم واندوہ۔ فکر والم کی تصویر بن گئی۔ فوراً چھٹی کا اعلان کرکے قرآن خوانی کروائی گئی۔ اور آخر میں حضرت والا صفات علیہ الرحمۃ کی درخشاں خدمات واحوال وسوانح پر روشنی ڈالی گئی، اور ایصال ثواب کرکے روح پر فتوح کو ثواب بخشا گیا۔ نائب صدر مدرس مولانا شیر محمد خاں نے حضرت کی زندگی کے تابندہ نقوش پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور سرکار مفتی اعظم راجستھان قبلہ کی رقت انگیز دعا پر مجلس ایصال ثواب اختتام کو پہونچی۔

حضرت کے صاحبزادگان کی خدمت میں تعزیت پیش فرمادیں۔

والسلام مع الاحترام

محمد اشفاق حسین

صدر مدرس الجامعۃ الاسحاقیہ جودھپور

ان کی ذات اہلسنت کیلئے سرمایۂ افتخار تھی

۸۶/۹۲

حضرت بابرکت رفیع الدرجت جناب سربراہ اعلیٰ صاحب
جامعہ اشرفیہ مبارکپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معروض کہ شارح بخاری حضرت

فقیہ اعظم ہند کے انتقال کی اطلاع سے بڑا دکھ ہوا حضرت کی ذات گرامی پورے بھارت بلکہ ایشیا کا ایک عظیم علمی سرمایہ تھی اور اہلسنت وجماعت کے لیے سرمایۂ افتخار تھی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔ آج اہلسنت۔ ایک عدیم المثال فقیہ بلند پایہ شارح احادیث بالخصوص شارح بخاری سے محروم ہوگئی ...... اور اس طرح حضرت کا وصال اہلسنت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ جتنا افسوس اس حادثہ پر کیا جائے کم ہے آج مدرسہ حسینیہ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے لیے جلسہ تعزیت منعقد کیا گیا جس میں طلبہ ومدرسین ودیگر اہل شہر نے شرکت کی قرآن خوانی ہوئی ایصال ثواب کیا گیا مقررین نے حضرت کے حالات زندگی بیان کئے پھر صلاۃ وسلام دعا وتقسیم تبرک پر محفل کا اختتام ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

والسلام

سید محمد عارف رضوی

بانی وصدر مدرسہ حسینیہ رضویہ نانپارہ ضلع بہرائچ

بندہ تنہا مصیبتیں بیحد ؛ منعم زار کا خدا حافظ

المبجل المکرم ذی المجد والکرم ذی الجاہ والحشم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج سامی

حضور شارح بخاری استاذی الکریم آقا ودانا کریم ومکرم شفیق ماوی وملجا کریم حضور مفتی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے تجہیز وتکفین سے واپسی کے بعد رہ کر ایک ایک نشان کریمی یاد آتی ہے ـــ مجھے جہاں اپنے لیے علمی دشواریاں ـــ زندگی گذارنے میں جگہ جگہ صعوبتیں مشکلات نظر آتی ہیں۔ وہیں آپ اور اشرفیہ کے لیے بھی غم ہے۔ اشرفیہ کے مشکل سے مشکل مسائل میں حصہ لے کر اس کو حل فرمانا اور مستقبل کو تابناک بنانا ان کی سب سے بڑی دلچسپی تھی۔ لیکن ـــ

ان اللہ ما اخذ وما اعطیٰ وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی انما یوفی الصٰبرون۔ اجرھم بغیر حساب وانما المحروم من حرم الثواب۔ غفر اللہ لاستاذی الکریم ورفع کتابہ فی علیین وبیض وجہہ یوم الدین والحقہ بنبیہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وآلہ وازواجہ اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم ورفع قدرکم آمین ـــ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وآلہ افضل الصلوۃ والتسلیم

چل دیئے باغ سے چمن پیرا
گل و گلزار کا خدا حافظ
بندہ تنہا مصیبتیں بے حد
منعم زار کا خدا حافظ

کیجئے کس سے بیان درد دل
کس سے کہئے داستان درد دل
شورش غم کا بیاں ہے آہ گرم
چشم تر ہے قصہ خواں درد دل

فقط والسلام

غم زدہ امیر شریف

محمد کوثر خاں عفرلہ

۸ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج

ان اللہ ما اعطیٰ وما اخذ

بسم اللہ العلی العظیم

تعزیت بر وفات حسرت آیات الحاج الشاہ المفتی شریف الحق امجدی تغمدہ اللہ بغفرانہ

موت العالم موت العالم
یقبض العلم بقبض العلماء
فما بکت علیھم السماء والارض
کل نفس ذائقۃ الموت

ن لله ما اعطی وما أخذ وکل شئ عنده باجل مسمی د اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واخلف لنا خیرا منه وارفع درجته فی اعلی علیین بغایة فضلك وکرمك ولطفك الخفی والجلی وبحرمة النبی الامی صلوات الله وسلامه علیه وعلی اله واصحابه اجمعین الی یوم الدین

جمیل احمد غفرلہ

خادم دارالافتاء مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور

۲،۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

میرے دادا ؤں سے بے لوث محبت کرنے والا چلا گیا

۹۲/۷۸۶

پیکر اخلاص محب محترم حضرت ڈاکٹر صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

گذشتہ جمعرات گھٹے سانحہ سے ہمارے دل ابھی تک تھرا رہے ہیں کہ جماعت کا ایک ستون جاتا رہا۔ جب ہم پہ اتنا اثر ہے تو ظاہری بات ہے کہ آپ تو ان کا خون ہیں۔ آپ پہ جو یک بہ یک یہ پہاڑ ٹوٹا ہے خانوادے کے جملہ افراد آپ کے ساتھ اس میں شریک ہیں۔

جب مجھے صبح کے وقت اس عظیم ملی نقصان کی خبر اشرفیہ سے ملی تو کچھ لمحوں کے لیے ایک سکتہ سا طاری ہو گیا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے ۵ سال قبل کا وہی منظر میرے سامنے دہرایا جا رہا ہے جب جد بزرگ حضور احسن العلماء اس دار فانی سے سدھارے تھے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کے جانے سے نہ صرف قوم کا بلکہ ہم تمام برکاتیوں کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ اب وہ شخصیت کہاں ملے گی جو اسلاف کے کردار کا نقشہ کھینچے۔ ان کے طریقے پہ خود چل کر ہماری رہنمائی کرے اور جس کی زندگی خود قرآن و حدیث مجسم تفسیر ہو۔

یہ ہم سبھوں کی بہت کم نصیبی ہے کہ ہمارے اسلاف رہنما یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے ہیں اور ہم ان کے بعد پیدا ہونے خلا کو بھر نہیں پا رہے ہیں۔ اللہ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے و طفیل میں یہ توفیق عطا فرمائے کہ مفتی صاحب کے نقوش قدم پہ سدا چلتے رہیں آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی اله وصحبه افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم وعلینا معهم وبهم وفیهم ولهم اجمعین الی یوم الدین یارب العلمین۔

آپ کی اور دیگر برادران کی زندگی میں یقیناً غم و رنج کا ایک بڑا سیلاب آیا ہے۔ لیکن میرا اور یقیناً ساری امت کا یہی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور یہ تو ہماری نظروں کا قصور ہے کہ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے ورنہ وہ تو ہر وقت ہم پہ نظر کیے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ ہیں ان کی سب سے بڑی خدمت اب ان کے دکھائے راستہ پہ چلنے سے ہی ہو سکتی ہے۔

اور ڈاکٹر صاحب سچ بات تو یہ ہے کہ میرے داداؤں سے بے لوث محبت کرنے والا چلا گیا۔ اب سچی محبت کرنے والے کہاں ڈھونڈیں گے۔ رہے نام اللہ کا۔ ویبقیٰ وجه ربك ذی الجلال والاکرام اللہ، رحمن، رحیم کی بارگاہ میں نقیر کی یہی التجا ہے کہ حضور مفتی صاحب کے صدقے میں ہم سنیوں کا بیڑا پار لگا دے۔ حضرت کو صدیقین و صالحین کے ساتھ جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ان کی حیات مبارکہ سے یہ سبق لیں کہ دین متین کی خدمت کیسے کی جاتی ہے، اپنے خون سے مسلک کے پودے کو کیسے سینچا جاتا ہے۔

فاصبر صبراً جمیلاً

آپ کے غم میں شریک

فقیر سید سبطین حیدر برکاتی عفی له المولی القوی

(شہزادۂ سید ملت حضرت حسنین میاں برکاتی مارہروی)

ادارہ

مدارسِ اہلسنت اور علمی و تبلیغی اداروں میں تعزیتی مجالس کا سلسلہ

مدرسہ ضیاء العلوم گورکھپور میں تعزیتی جلسہ

گورکھپور۔ مدرسہ ضیاء العلوم پرانا گورکھپور شہر گورکھپور میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی گئی کہ فقیہ ملت فخر علماء اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کا وصال الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں مورخہ ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر انتقال ہوگیا۔ مفتی صاحب کے اچانک سانحۂ وصال کی خبر سے ادارے کی فضا سوگوار ہوگئی اور فوراً ایصال ثواب کے لیے اساتذہ اور طلبہ نے قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد مدرسہ کے پرنسپل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں صدر جلسہ و دیگر اساتذۂ کرام نے حضرت مفتی صاحب مرحوم کی فقہی خدمات اور شرح بخاری شریف کے ان کے عظیم الشان کارنامے کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کیا اور انھیں محسن قوم و ملت قرار دیا۔
آخر میں مرحوم کے لیے دعاء مغفرت اور پس ماندگان کو صبر و ضبط کی تلقین کی گئی

تعزیتی جلسے کو خطاب کرنے والوں میں جناب ارشاد احمد صاحب سالک گورکھپوری ناظم مدرسہ ضیاء العلوم، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا ریاض احمد، مولانا محمد طاہر، مولانا نور الہدیٰ اور حافظ شمس الدین شامل تھے۔ نظامت کا فرض عاصم گونڈوی نے انجام دیا۔

دار العلوم حنفیہ رضویہ ممبئی میں بزم ایصال ثواب کا انعقاد

عالم اسلام کی ممتاز ترین شخصیت فقیہ اعظم شارح بخاری حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق امجدی رضوی برکاتی اعظمی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال موت العالم موت العالَم کے مترادف ہے۔ آپ نے اپنی ۸۲ سالہ زندگی میں درس و تدریس، افتاء، مناظرہ، تصنیف و تقریر کے ذریعہ جماعت اہلسنت کی فقید المثال خدمات انجام دیں۔

اردو میں بخاری شریف کی مکمل شرح نو جلدوں پر مشتمل شائع فرما کر اردو زبان کا وقار بلند فرما دیا۔ حضرت اقدس کے وصال کی خبر سے دار العلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی ۵ کا ہر شعبہ مغموم ہوگیا۔ ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام ہوا، پھر مفتی دار العلوم مولانا اشرف رضا قادری مصباحی قاضی شریعت ادارہ شرعیہ ممبئی مہاراشٹر کی دعا پر اختتام پذیر ہو۔

ارکان

دار العلوم حنفیہ رضویہ قلابہ بازار ممبئی ۵

فون: ۲۰۴۲۰۳۹ / ۲۰۲۹۳۱۰

ضیاء العلوم خیرآباد مئو

مرکز علم و فن سرزمین مبارکپور سے بروز پنجشنبہ بتاریخ ۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ چھ بجے صبح دار العلوم ضیاء العلوم خیرآباد میں بذریعہ ٹیلی فون یہ وحشت ناک اور روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ ۵ بجکر ۴۰ منٹ پر تاجدار علم و فضل شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ سرپرست مجلس شرعی ناظم تعلیمات و صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہند و پاک کے کروڑوں مسلمانوں کو غمگین چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر سنتے ہی غم و الم کے بادل چھا گئے۔ دار العلوم کے در و دیوار اداس ہوگئے۔ اساتذہ و طلبہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ یہ وحشت افزا خبر جوں ہی قصبہ میں پھیلی شیدائیوں

کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ محبت والوں کے دل تڑپ اٹھے۔ اور ساری فضا سوگوار ہوگئی۔ حضرت کیا گئے علماء کی صف اول ٹوٹ گئی۔

دارالعلوم میں فوراً قرآن خوانی کا دور شروع ہوا جو گھنٹوں جاری رہا۔ تیسرے روز باضابطہ فاتحہ سوئم کے سلسلے میں دارالعلوم اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد کے اراکین طلبہ اور اساتذہ کرام نے اس عظیم ہستی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے تعزیتی مجلس منعقد کی جس میں علماء و طلبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

صلوٰۃ وسلام کے بعد صدرالمدرسین مفتی محمد ظہیر حسن قادری کی دعائے مغفرت کے ساتھ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

یکے از شرکاء غم

رئیس احمد عزیزی مصباحی ادروی خادم ضیاء العلوم خیرآباد مئو

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

۱۱ مئی کی صبح اپنے دامن میں غم واندوہ اور رنج والم کو سمیٹے ہوئے حاضر ہوئی۔ اور اس وقت پورے الجامعۃ الرضویہ پٹنہ میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی جبکہ استاد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے فون سے یہ اطلاع دی کہ آج صبح مفتی صاحب قبلہ کا انتقال ہوگیا۔

یہ خبر جانکاہ سنتے ہی ہر دل غمزدہ، ہر آنکھ اشکبار اور پورا ماحول سوگوار ہوگیا ــــــ درسگاہیں بند کردی گئیں، قرآن خوانی کا نظم کیا گیا۔ اور ان کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ساتھ ہی ایک نیوز تیار کرکے مولانا نثار احمد مصباحی استاذ جامعہ ہٰذا اور راقم الحروف پٹنہ ریڈیو اسٹیشن، ٹی وی سینٹر اور دیگر اخباروں میں گئے اور وہاں سے اعلان کروایا گیا۔ پھر اسی شب مولانا نثار احمد مصباحی کو جامعہ کی طرف سے نمائندہ بناکر تجہیز وتکفین میں شرکت کے لئے روانہ کردیا گیا۔ خدائے تعالیٰ ہم سب کو ان کے علمی فیضان سے کچھ حصہ عنایت فرمائے۔ آمین

حافظ خیابان احمد رضوی

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سیٹی

مسجد اعظم بہار پیٹ میں تعزیتی اجلاس

فقیہ العصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ رحمۃ الباری کے انتقال کی خبر ایڈوکیٹ صادق اللہ رضوی کو حضرت مولانا اسلم مصباحی نے اسی دن یعنی ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو صبح دس بجے سنائی۔ خبر کیا تھی برق تپاں تھی جو چشم زدن میں اہل سنت وجماعت کے چمن طرب ونشاط کو خاکستر کرگئی۔ دس منٹ کے اندر پورا شہر درگ غم واندوہ کے مہیب بادل میں چھپ گیا، ۳۰ منٹ کے اندر پوری ریاست کے اہم شہروں کو محترم وکیل صاحب فون کرچکے تھے جزاء اللہ خیر الجزاء شہر چتر ادرگہ کے عوام میں عجیب بے کلی تھی اس لیے کہ خبر بروقت مل گئی مگر مبارک پور کی دوری ان کے قدموں میں آہنی زنجیر بن گئی۔

بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد اعظم بہار پیٹ میں عظیم الشان جلسہ تعزیت منعقد کیا گیا جسمیں عمائدین شہر دانشوران ملت، علماء، ائمہ عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ریاست کے دو مشہور دانشور ایڈوکیٹ صادق اللہ رضوی اور ایڈوکیٹ عبدالجلیل صاحب زلفی نے بڑے پراثر انداز میں بارگاہ فقیہ العصر میں خراج عقیدت پیش کیا۔

مدرسہ قادریہ چشتیہ کے استاذ مولانا عبدالقادر صاحب جیلانی نے بڑے ہی دکھ میں ڈوبی ہوئی نظم مفتی صاحب کے سانحۂ ارتحال پر پیش کی جس سے سامعین آبدیدہ ہوگئے۔

آخر میں حضرت علامہ ارشاد القادری صاحب نے فقیہ العصر کے دینی، علمی، ملی کارنامے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب امریکی سائنسدانوں نے اپنے چاند پر پہنچنے کی خبر پوری دنیا کو سنائی تو یہ خبر اہل اسلام کے سامنے ایک سنگین مسئلہ بن گئی کیوں کہ اسلام کی پوری زندگی کا یہ عجیب اور جدید حادثہ تھا۔ حکم شرعی کی تلاش میں قوم نے دنیا بھر کے مفتی حضرات کے دارالافتاء پر دستک دی مگر سب پر موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا امام احمد رضا کے بھتیجے، حاوفہ [illegible] کے شاگرد، آسمان فلسفہ کے چاند، ارض منطق کی بہار میدان [illegible] ونجوم کے شہسوار

عالم اسرار حدیث، واقف رموز قرآن حضرت مفتی محمد شریف الحق علیہ الرحمۃ والغفران نے بوحنیفائی انگڑائی لی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بنام چاند کا سفر قوم کو ایک یادگار فتوی، اور حکم شرعی عنایت کیا، کہ انسان کا چاند پر پہنچنا ممکن ہے جسے پوری دنیا کے مفتیوں نے تسلیم کیا میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب چاند کے بارے ہی میں حکم نہ صادر فرمادیا بلکہ اس کے بعد مریخ، زہرہ، عطارد کے مسئلہ کی الجھن سے ارباب حل وعقد کو آزاد کر دیا اسی لیے مفتی صاحب فقیہ العصر ہی نہیں بلاشبہ وہ فقیہ النفس تھے۔

مختصر سے وقت میں اتنی وقیع تقریر سے حاضرین جھوم اٹھے اور درد محبوب میں پکار اٹھے آہ آج ہم یتیم ہو گئے۔ علامہ موصوف کی دعا اور صلوٰۃ وسلام پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔

شیخ احمد رضوی چتر ادرگ کرناٹک

جامعہ مٹھنا میں جلسۂ تعزیت

اساتذہ اور طلبہ درس وتدریس میں انہماک کے لیے تیاریوں میں مصروف ہی تھے کہ ناگاہ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی کے سانحہ ارتحال کی جانکاہ اطلاع ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ـــــ خبر کیا تھی ایک بجلی تھی جس کی ہولناکی نے ہمیں اپنی گرفت میں لے لیا پورا جامعہ سوگوار ہو گیا سبھی کے بُشروں سے حسرت واداسی ٹپک پڑی بھیگی پلکیں جھک گئیں اور نذرانۂ عقیدت برسانے لگیں۔ اساتذہ کی فوری ایک مجلس ہوئی جس میں شارح بخاری کے ارتحال پر حسرت وغم کا اظہار کیا گیا اور دعوت قرآن خوانی اور جلسۂ تعزیت کا اعلان ہوا۔ قرآن خوانی کے نغموں سے ساری فضا مہک اٹھی پھر جلسۂ تعزیت کی کاروائی شروع ہوئی جامعہ کے خوش گلو طلبہ نے شارح بخاری کی بارگاہ میں منقبت کے نذرانے نچھاور کئے بعدہ ناظم اجلاس حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مصباحی کی دعوت پر حضرت مولانا شبیر احمد مصباحی نے حضرت کی بارگاہ میں سوگوار دل کا نذرانہ پیش کیا پھر حضرت علامہ حافظ محفوظ الرحمٰن صاحب قبلہ استاذ جامعہ ہذا تشریف لائے اور انھوں نے شارح بخاری کی حیات کے اہم گوشوں کا مختصر جائزہ لیا انھوں نے اپنے خطاب میں کہا • شارح بخاری نہ صرف ایک عظیم مفتی بلکہ عظیم مناظر اور مدرس تھے جو خلوص وللہیت کے مرقع اور مجموعہ تھے۔ پھر صدر نشین اجلاس حضرت علامہ زین العابدین صاحب قبلہ شمسی تشریف لائے اور انھوں نے کہا • شارح بخاری کے روپوش ہو جانے کے بعد جو خلاء ہو گیا ہے وہ پُر نہیں ہو سکتا ہے" بعدہ حضرت کی روح سعید کو تقریباً چار ختم قرآن کا ثواب ایصال کیا گیا اور ہم سوگوار ان حضرت تجہیز وتکفین میں شرکت کے لیے دیوانہ وار نکل پڑے ؎

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

از جامعہ اہلسنت امداد العلوم مٹھنا
سدھارتھ نگر

وصالِ شارحِ بخاری پر بہار شریف میں مجلس تعزیت

۱۲ مئی بروز جمعہ روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ کے ذریعہ جیسے ہی مدرسہ اصدقیہ مخدوم شرف بہار شریف میں یہ روح فرسا خبر پہنچی کہ موجودہ دور کے عظیم فقیہ اور بخاری شریف کی اردو شرح تحریر کرنے والے پایہ کے محدث، نائب مفتی اعظم ہند، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ واصل بحق ہو گئے تو یکایک پورا ماحول سوگوار ہو گیا۔

بعد نماز جمعہ تعزیت اور ایصال ثواب کی مجلس منعقد کی گئی۔ اس موقعہ پر بانی وسربراہ ادارہ حضرت علامہ سید شاہ رکن الدین اصدق صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب کی رحلت قوم وملت کے لئے ایسا نقصان ہے کہ جس کی بھرپائی ممکن نہیں۔۔۔ آپ نے حضرت موصوف کے دینی وعلمی کارناموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ شارح بخاری کے تمام کارناموں کو یکسر فراموش کر کے صرف

اردو زبان میں بخاری شریف کی شرح کے ہی کارنامے کو دیکھا جائے تو آپ کا مقام نہایت بلند نظر آئے گا اور قوم کے لیے اس احسان عظیم سے سبکدوش ہونا نہایت مشکل امر ہوگا ــــ دعائے یونسی کی ورد کے بعد ایصال ثواب و دعائے مغفرت پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

سید سیف الدین اصدق

خادم التدریس مدرسہ اصدقیہ مخدوم شرف بہار شریف (نالندہ)

دارالعلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار میں جلسۂ تعزیت

۱۸ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات قائد ملت پیر طریقت حضرت علامہ قمر الدین صاحب قبلہ قمر اشرفی شیخ الحدیث دارالعلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار کی قیادت میں فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی شارح بخاری علیہ رحمۃ الباری کے دنیا سے رحلت فرمانے کے سلسلے میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ اس مبارک تقریب میں جملہ اساتذۂ دارالعلوم نے شرکت کی اور حضرت شارح بخاری کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی اور رنج وغم کا اظہار کیا۔ ادارہ ہٰذا کے صدر المدرسین جناب حافظ عبدالحکیم صاحب نے تقریر کرتے ہوئے حضرت شارح بخاری کو عصر حاضر کا منفرد المثال مفتی محقق محدث اور اہل سنت کا ایک مضبوط قلعہ قرار دیا۔ مزید فرمایا کہ کاش رب العزت آپ کا ثانی پیدا فرماتا کہ یہ خلا پر ہوتا۔

حضرت مولانا قاری ریاض الدین صاحب نے فرمایا کہ آپ کا نام شریف الحق تھا اور اشرفیہ بھی شریف ہی سے بنا ہے یعنی دونوں کا مادہ ایک ہے۔ لہٰذا آپ کا بار بار وہ شعر پڑھنا۔ جو ابر یہاں سے۔ الخ بالکل آپ پر چسپاں ہوتا ہے۔ اور اصلیت میں آپ ہی اس کے مصداق تھے۔

حضرت مولانا انوار احمد خاں مصباحی نے آپ کی باعظمت اور بزرگ شخصیت کی راسخ العلمی والعملی کا اعتراف کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ حضرت شارح بخاری علیہ رحمۃ الباری اپنے ہم عصر علماء کے درمیان ایسے ہی تھے جیسے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ آپ کی فقہی بصیرت و حدیث دانی سب کے نزدیک متفق علیہ تھی ایسے ہی آپ کی فقہی بصیرت اور تبحر علمی و تقویٰ شعاری فی زمانہ مسلم تھی۔ آپ کی شخصیت اور نادر روزگار ہستی کی بارگاہ میں حضرت مولانا خالد علی صاحب نے یوں خراج عقیدت پیش فرمایا کہ آپ علم کے بحر ناپیدا کنار تھے کہ جس کی گہرائی تک رسائی اور کنارے کا پتہ لگانا مشکل ہو۔ ہر لاینحل مسئلے کا حل آپ کے پاس ہوتا تھا۔

حضرت مولانا قاسم صاحب برہانی نے آپ کو نبی کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا وارث قرار دیا اور فرمایا کہ "العلماء ورثۃ الانبیاء" کے آپ مکمل طور پر مصداق تھے اور آپ نے حق وراثت ادا کر کے دکھا دیا۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب عزیزی فاضل دیوبند نے اپنی مختصر تقریر میں فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنوں میں تو میدان علم و عمل میں یکتا تھے ہی، دیوبندیوں، وہابیوں تبلیغیوں، جماعتیوں کسی کو میں نے حضرت کے پیروں کی دھول کے برابر نہیں پایا۔ حضرت مولانا عبدالمصطفےٰ صاحب رضوی نے آپ کو علم و عمل کا پیکر ٹھہرایا اور آپ کی حیات کے ہر گوشہ کو تقویٰ شعاری سے مسلح بتایا۔

اخیر میں شیخ الحدیث ادارہ ہٰذا حضرت قمر اشرفی نے دلوں کو بیتاب کردینے والی ایسی تقریر فرمائی کہ سامعین پر سکتہ طاری ہوگیا اور سب کی پیشانیوں سے رنج والم کی ابھری ہوئی لکیریں صاف پڑھی جاسکتی تھیں ــــ آپ نے حضرت شارح بخاری کو ہند وپاک بلکہ پوری دنیا کے علماء اہلسنت وجماعت کی صف اول کے ممتاز ترین عالم، جامع صفات شخصیت کا مالک قرار دیا آپ نے فرمایا۔ کہ وہ بیک وقت فقیہ بھی تھے اور محدث بھی۔ مناظر بھی تھے اور خطیب بھی مصنف بھی تھے اور ادیب بھی، مدرس بھی تھے اور محقق بھی، اگر علوم عقلیہ پر کمال حاصل تھا تو علوم نقلیہ میں کامل رسوخ بھی تھا۔ اور عشق خدا و رسول کے پیکر ـ مجسم بھی تھے۔ آپ کا لقب "فقیہ اعظم ہند" بجا طور پر صحیح تھا۔ خدا کرے یہ خلا جلد ہی پر ہو۔

پروگرام کے اختتام پر قل شریف و فاتحہ خوانی ہوئی اور حضرت

مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی روح مطمئنہ کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اور حضرت قمر صاحب اشرفی کی دعاؤں پر یہ مبارک و مسعود تقریب ختم ہوئی۔

المرسل

انوار احمد خاں مصباحی

خادم دار العلوم عزیزیہ مظہر العلوم

نچلول بازار مہراجگنج (یو۔پی)

شہر ہبلی میں شارح بخاری کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب

کرناٹک کے علمی و دینی حلقوں میں یہ خبر انتہائی غم و اندوہ کے ساتھ سنی گئی فقیہ العصر شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمۃ کا وصال پر ملال ہوگیا ہے احباب اہلسنت نے بڑے صدمے کے ساتھ ایک دوسرے کو بذریعہ فون اس غمناک خبر کی اطلاع دی اور مسجدوں میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

ادارۃ القرآن عربک کالج اہلسنت کی جانب سے بھی بانی ادارہ مبلغ اسلام افضل العلماء حضرت علامہ الحاج محمد علی صاحب قاضی ایم۔اے۔ نے شہر ہبلی کے جملہ علماء و حفاظ و مبلغین اہلسنت کو بندہ نواز لائبریری مستان صوفہ جونی ہبلی میں جمع فرمایا۔

پروگرام: ۱۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی ۲۔ قرأت۔ حضرت مولانا رحمت اللہ مصباحی صاحب ۳۔ نعت: مولانا نیاز عالم صاحب ۴۔ تقریر: مولانا محمد علی صاحب قاضی حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ کی علمی و دینی خدمات پر بھرپور روشنی ڈالی۔ ۵۔ دعا: حضرت علامہ الحاج عبد الحکیم صاحب

مولانا الحاج محمد رفیق عالم رضوی، مولانا شبیر عالم، حافظ عبد العزیز حضرت سید اشفاق صاحب، جناب مقبول احمد صاحب زردی و دیگر علماء و مبلغین نے شرکت کی۔

منجانب: حافظ سید منیر احمد صاحب خزانچی ادارہ

باڑہ ہندوراؤ دہلی میں جلسہ تعزیت و فاتحہ ایصال ثواب

۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز پنجشنبہ سہ پہر جیسے ہی حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب کی خبر وصال حضرت اقدس پیر طریقت رہبر شریعت تاج الاصفیاء علامہ مولانا حافظ و قاری الحاج الشاہ مفتی محمد میاں صاحب قمر دہلوی مدظلہ العالی نقشبندی مجددی قادری چشتی و اشرفی سجادہ نشین خانقاہ مسعودیہ مظہریہ مسجد شاہی فتح پوری دہلی کو پہنچی آپ کو سخت صدمہ پہنچا فوراً ہی آپ نے حضرت مرحوم کے لیے فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور حکم فرمایا کہ آج ہی بعد مغرب مسجد شیخان میں ختم قرآن کریم اور بعد عشاء جلسہ تعزیت و محفل فاتحہ و ایصال ثواب کا اعلان کر دیا جائے چنانچہ بعد مغرب مدرسہ اہلسنت کے اساتذہ و طلبہ، نائب امام صاحب اور حضرات اہلسنت نے قرآن کریم ختم کرلیا اور بعد عشاء حضرت نے حاضرین جلسہ تعزیت کو گہرے رنج و غم و چشم پرنم کے ساتھ خطاب فرمایا، حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور ان کی خصوصیات و امتیازات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آپ کی وفات کو دنیائے اہلسنت کا ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ حضرت مرحوم کی تعزیت فرمائی اور ان کے لیے آسودگی رحمت و مغفرت اور جملہ وابستگان اہلسنت بالخصوص ان کے پسماندگان اہل قرابت کے لیے صبر و اجر کی دعا فرمائی۔ حضرت کی طبیعت پر اس المناک حادثہ کا غیر معمولی اثر تھا اس لیے دیگر اساتذۂ مدرسہ کو نعت شریف اور صلاۃ و سلام و دعا کے بعد تقسیم تبرک کے لیے حکم فرما کر تشریف لے گئے جس کے مطابق عمل کیا گیا اور شب کے گیارہ بجے کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

احمد دین قادری جنرل سکریٹری

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں خراج عقیدت

دار العلوم حبیبیہ گلشن رضا جگ پال تال رائے بریلی میں حضرت الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ مرحوم و مغفور کے تعزیتی پروگرام میں قرآن خوانی و نعت خوانی کرتے ہوئے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا جس میں شہر کے معزز حضرات بھی شامل تھے۔ تلاوت کلام ربانی حافظ و قاری جناب محمد انعام الحق صاحب (ادارہ ہذا) نے فرمائی۔ بعدہ

سرپرست اعلیٰ (ادارہ ہٰذا) الحاج سید مولانا محمد اشرف الجیلانی نے خراج عقیدت پیش فرماتے ہوئے کہا کوئی بھی انسان اپنے کارنامہ ہی کی وجہ سے زندہ رہ سکتا ہے۔ مرحوم موصوف کئی خوبیوں کے جامع تھے۔ آپ نے عالم سنیت کو ایک عظیم سرمایہ دیا۔ جو نزہۃ القاری۔ فی شرح البخاری کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کی دلی تمنا بھی تھی کہ مولیٰ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرحوم موصوف کو آج تک ہم نے اپنے ماتھے کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ مگر جب انکی تشریح کردہ کتاب دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور جب تک آپ کی تحریر قائم رہے گی اس وقت تک آپ زندہ رہیں گے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اخلاق حسین ادارہ ہٰذا نے غم و صدمہ کا اظہار فرماکر یہ بیان دیا کہ ایک عالم کی موت کسی شخص واحد کی موت نہیں ہے بلکہ پورے عالم کے لیے موت ہے۔ اللہ تعالیٰ جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے فیوض بابرکات سے عالم سنیت کو زندہ و تابندہ رکھے۔ آمین۔

حافظ و قاری جناب محمد انیس صاحب بانی و مہتمم ادارہ ہٰذا نے کافی افسوس کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بیان کیا کہ ان کے سانحۂ ارتحال سے ادارہ ہٰذا کی تمام آنکھیں اشکبار ہیں۔ کہ ادارہ ہٰذا ان کے قدوم میمنت سے محروم رہا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ادارہ ہٰذا کی عین ذمہ داری ہے کہ ہر سال ان کے نام پر برائے ایصال ثواب محفل کا انعقاد کرے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ۔ ان کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور ادارہ ہٰذا کو پھلنے پھولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد ان کے حق میں دعا خیر کی گئی۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کا فیض ہم گنہ گاروں پر تاحشر برقرار رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

العارض: حافظ و قاری محمد سہیل صاحب ادارہ ہٰذا

"موت العالِم موت العالَم"

دارالعلوم غریب نواز سدھارتھ نگر

فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ العالی صدر شعبۂ افتاء و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی رحلت کی خبر ۱۱ مئی صبح ساڑھے سات بجے بذریعہ فون جیسے ہی ملی۔ دارالعلوم غریب نواز بیدولہ چوراہا ڈومریاگنج کے اسٹاف اور طلبہ میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ فوری طور پر درس و تدریس کا سلسلہ بند کرکے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ ایک وفد نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گھوسی روانہ ہوا۔ اور ۱۱ بجے دن میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں بانیٔ ادارہ حضرت علامہ و مولانا محمد حفیظ اللہ قادری اشرفی نے حضرت شارح بخاری کی بلند اخلاقی، بے نفسی، سوز دروں، اخلاص و للّٰہیت، خدمت خلق، پرورش لوح و قلم اور انقلاب آفریں قلمی اور اشاعتی خدمات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف کا سب سے عظیم کارنامہ بخاری شریف کی شرح لکھنا ہے اس کے علاوہ آپ نے ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے ایک لاکھ کے قریب علمی، دینی، مذہبی اور معاشرتی سوالوں کے جوابات (فتاوے) نہایت ہی محققانہ انداز میں قلمبند فرمائے جو قیامت تک مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا ہے —— آپ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آدمی روز پیدا ہوتے ہیں، انسان برسوں میں اور شخصیتیں صدیوں میں۔ ایسے عالم ربانی و حقانی روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ حضرت شارح بخاری کی ذات بابرکات دنیائے اسلام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی سی تھی آج ہند و پاک ایک منفرد المثال، عہد آفریں عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا۔ ہماری بہاریں لٹ گئیں اور آج ہم سب یتیم ہو گئے۔ ان کی جاں گسل رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ خدا ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ان کی تربتِ اقدس کو اپنی خاص رحمت و نور سے مشرف فرمائے اور ہم سب سوگواروں کو دائمی غم برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اخیر میں صلاۃ و سلام اور دعا پر مجلس کا اختتام

ہوا۔

خاکپائے علماء
خورشید احمد مصباحی بلرامپوری خادم دارالعلوم غریب نواز
پیدول چوراہا ڈومریاگنج ضلع ایس نگر

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں جلسہ تعزیت

حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب شارح بخاری شریف کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر چہروں پر غم واضمحلال کی کیفیت طاری ہوگئی لگا جیسے سورج گہن ہوگیا۔

مسلم اسٹوڈینٹس آرگنائزیشن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ۱۴ر مئی بروز اتوار کو ایک تعزیتی میٹنگ کا انعقاد کیا خاصی تعداد میں طلبا مسلم یونیورسٹی نے شرکت کی اور حضرت مفتی صاحب کے لیے دعا مغفرت اور ایصال ثواب کیا۔

مسلم اسٹوڈینٹس آرگنائزیشن کے کل ہند نائب صدر اور یونٹ کے صدر مولانا محمد شعیب رضا نعیمی نے مفتی صاحب کی فقہی اور حدیثی خدمات کو ملت اسلامیہ ہند پر ایک عظیم احسان بتایا۔

اپنے تعزیتی خطبہ میں انھوں نے یہ بھی بتایا کہ پاک وہند میں جن حضرات کی فقاہت پر اعتماد کیا جاتا ہے اور جن کو مرجع فتاویٰ اور اصح فتویٰ تسلیم کیا جاتا ہے ان میں ایک قابل قدر شخصیت مفتی صاحب کی بھی تھی۔

مفتی صاحب نے فقہ میں جو کمال حاصل کیا ہے اس کو تدریجی طور پر دیکھنا چاہیئے آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر مفتی تھے۔

خاندان برکات کے روشن چراغ خلیق وحلیم ومنکسر المزاج شخصیت ڈاکٹر شاہ سید امین میاں صاحب قبلہ نے مفتی صاحب کو فقیہ اعظم ہند کا خطاب عطا کیا۔

نائب صدر M.S.O نے مفتی صاحب کے چند علمی خصوصی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ فقہ بہت ہی اعلیٰ فن ہے حدیث میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھلائی عطا کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی فقاہت عطا فرماتا ہے جیسے امام اعظم امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، ہند میں اعلیٰ حضرت مفتی اعظم صدر الشریعہ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور دیگر عظیم شخصیات کے نام ہیں ان میں ایک نام دور حاضر میں مفتی محمد شریف الحق صاحب کا بھی ہے۔

آپ کی علمی تصنیفی خدمات میں سب سے بڑا شاہ کار شرح بخاری ہے۔ آخر میں مفتی صاحب کی علمی وفقہی خدمات اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ مفتی صاحب نے فقہ کو امام اعظم کی اتباع میں اپنا موضوع بنایا کیونکہ ایک فقہ کو قرآن وحدیث تفسیر معاشرتی علوم اور دیگر علوم عربیہ پر گہری نظر رکھنی پڑتی ہے جبکہ دوسرے علوم کی نسبت خیال ہے کہ ایک فن یا علم کو موضوع بنایا جائے تو دوسرے علوم کی چنداں حاجت نہیں لیکن فقہ میں قرآن وحدیث تفسیر علوم عربیہ کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے اس سے مفتی صاحب کے قرآنی حدیثی عربی علوم پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ کو فقہ کے علاوہ دیگر علوم سے حظ وافر ملا تھا۔

مفتی صاحب کے لیے دعا ہوئی محفل کا اختتام صلوٰۃ وسلام پر ہوا کل ہند نائب صدر M.S.O مولانا محمد شعیب رضا نعیمی نے دعا کرائی۔

سعید احمد جنرل سکریٹری

دنیائے سنیت یتیم ہوگئی

۹۲/۸۶ء

کرم نواز حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب قبلہ ہدیہ سلام ونیاز مزاج مقدس! سلطان المناظرین فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی رحلت کی خبر سن کر دارالعلوم یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج کے مدرسین وطلبہ غمزدہ ہوگئے اور سکتے میں پڑ گئے دنیائے سنیت یتیم ہوگئی آفتاب علم وہدایت ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا حضرت مفتی صاحب قبلہ کو فقہی مسائل پر عبور حاصل تھا بخاری شریف کی شرح فرماکر احسان عظیم فرمایا ہے اُن کے وصال سے زبردست خلا پیدا ہوگیا جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ مولائے کریم موصوف کا نعم البدل عطا فرمائے

باقی ص ۱۳ پر

Regd. No. AZM/N.P.28

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur, Azamgarh U.P. 276 404 (INDIA)
Phone.: 50092, 50149, Code No. 05462

MAIN GATE OF JAMA MASJID RAJA MUBRAK SHAH